عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت ۱۰ روپے

جلد: ۳۱ | ۴ر شوال ۱۱ر ذوالقعدہ ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۳ تا ۳۰ر ستمبر ۲۰۱۲ء | شمارہ: ۳۶

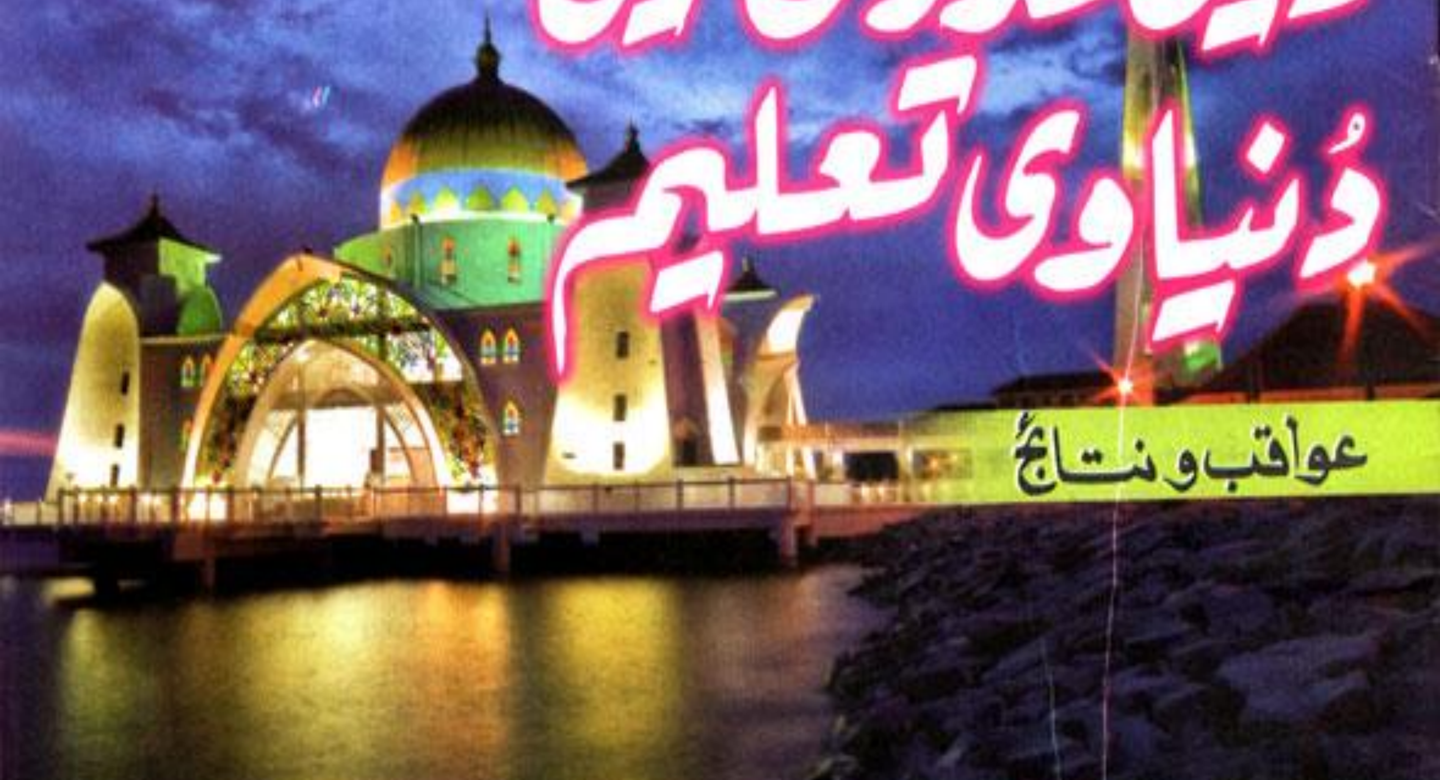

دینی مدارس میں دُنیاوی تعلیم

عواقب و نتائج

موبائل فون کا غلط استعمال

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

ایک مسجد میں نماز تراویح کی دو جماعتیں

عبدالقدوس، مردان

س:...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک چھوٹی مسجد میں جس میں نمازیوں کی تعداد تیس یا کم وبیش ہو، تراویح کی دو جماعتیں ہوسکتی ہیں؟ ایک نیچے مسجد میں اور دوسری مسجد کی چھت پر، کیا یہ بدعت نہیں ہے جبکہ حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک امام ابی بن کعبؓ کی امامت تراویح پر سب لوگوں کو جمع کیا تھا۔ اس طرح حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے دور میں بھی ہوتا رہا اور آج تک مسجد حرام اور مسجد نبوی میں مسلمان تراویح ایک امام کے پیچھے ہی پڑھتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا ہے: ”جماعت میں نمازیوں کی کثرت پسندیدہ ہے۔“ (ابوداؤد)

ج:...... رمضان المبارک میں ایک مسجد میں تراویح کی متعدد جماعتیں کروانا ضرور جائز ہے، البتہ بہتر یہ ہے کہ ایک ہی جماعت قائم کی جائے۔ عموماً یہ متعدد جماعتیں لوگوں کی سہولت کی خاطر منعقد کی جاتی ہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اپنی مصروفیات کو مدنظر رکھتے ہوئے کسی نہ کسی جماعت میں شریک ہوسکیں۔ تراویح اور قرآن کریم جیسی عظیم نعمت اور سنت کی ادائیگی سے مستفید ہوسکیں۔ ہاں اتنا خیال رکھا جائے کہ امام صاحبان کی آوازوں کا ٹکراؤ نہ ہو، کیونکہ اس سے مقتدیوں کو پریشانی ہوگی اور بجائے فائدہ کے نقصان ہوگا۔ واللہ اعلم۔

مسجد میں دنیاوی گفتگو

ابوسید بلال، کراچی

س:...... کیا مسجد میں دنیاوی گفتگو کرنا اہل سنت والجماعت کے نزدیک ۷۰ سال کی نیکیاں ضائع کردینے کے برابر ہے؟

ج:...... مسجد اللہ تبارک وتعالیٰ کا گھر ہے اور اسے اللہ کی عبادت ذکر واذکار، نماز، تلاوت قرآن کریم وغیرہ کے لئے بنایا گیا ہے نہ کہ دنیاوی گفتگو کے لئے۔ ضرورت کی حد تک گفتگو جائز ہے، بلاضرورت مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا اور اس کو بیٹھک بنالینا بہت خطرناک عمل ہے اور یہ نیکیوں کو اسی طرح کھا جاتا ہے جیسے کہ آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے، اس لئے بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ باقی ۷۰ سال والی روایت کا مجھے علم نہیں، ہاں موضوعات للملا علی قاریؒ میں اس سے ملتی جلتی روایت موجود ہے: ”من تکلم بکلام الدنیا فی المسجد احبط اللّٰہ اعمالہ اربعین سنۃ“ اور صغانی نے اس روایت کو موضوع اور باطل کہا ہے۔ (دیکھئے موضوعات لملا علی قاری، ۶۹ حرف

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

الیم طبع المکتب المظہریہ گلشن اقبال)

مجتہدین کا اجماع معتبر ہے

س:...... کیا کسی مسئلہ پر تین افراد کا اتفاق کرلینا اجماع امت کے ثبوت کے لئے کافی ہے؟ کیونکہ ہمارے محلّہ میں ایک شخص کا کہنا ہے کہ کسی مسئلہ پر اگر تین افراد اتفاق کرلیں تو اس سے اجماع امت ثابت ہوجائے گا۔

ج:...... اجماع کے معنی لغت میں اتفاق کرنے کے آتے ہیں اور اصطلاح میں اجماع کی تعریف ہے: ”ھو اتفاق المجتھدین من امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفاتہ فی عصر من العصور علی حکم شرعی۔“ (اصول الشاشی)... یعنی اجماع کہا جاتا ہے امت محمدیہ کے مجتہدین کا اتفاق کرلینا کسی حکم شرعی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد زمانوں میں سے کسی زمانہ میں۔ اس تعریف میں غور کرنے سے ہی معلوم ہوجائے گا کہ اجماع امت سے مراد ہے کہ تمام مجتہدین کسی حکم شرعی پر اتفاق کرلیں اور اس میں دو تین یا چار افراد کے تعین کا اعتبار نہیں بلکہ مجموعیت کا اعتبار ہے۔ مزید یہ کہ عوام کے اجماع کا اعتبار نہیں بلکہ اہل علم مجتہدین کا اجماع معتبر ہے، لہٰذا اجماع کے لئے تین افراد کی قید لگانا درست نہیں ہے۔

ہفت روزہ
ختم نبوۃ
مجلس

مجلس ادارت
مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۱ — ۴ تا ۱۱ ذوالقعدہ ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۳ تا ۳۰ ستمبر ۲۰۱۲ء — شمارہ:۳۶

سرپرست
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

گستاخانہ فلم پر دنیا بھر میں احتجاجی مظاہرے	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
دینی مدارس میں دنیوی تعلیم.... عواقب ونتائج	۷	مولانا مفتی ابولبابہ منصور
حج.... جذبہ عشق کی تسکین	۱۱	مولانا مفتی احمد الرحمٰن
سیدنا امام مہدی علیہ الرضوان	۱۴	مولانا قاضی احسان احمد
قادیانی فتنہ ختم ہو چکا؟	۱۷	منور راجپوت
ختم نبوت کانفرنس، اسلام آباد	۱۹	فیض الرحمٰن معاویہ
توہین رسالت... ایک ناقابل برداشت جرم	۲۲	پروفیسر قسیم اختر
گستاخان رسول کا عبرت ناک انجام	۲۴	محمد عبیداللہ الحرفانی
موبائل فون کا غلط استعمال	۲۶	عارف رمضان جتوئی

بیاد
امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون بیرون ملک
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرتعاون اندرون ملک
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے
چیک-ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ:0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث — گزشتہ سے پیوستہ

دنیا سے بے رغبتی

ریا اور دِکھلاوے کی مذمت

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

"عقبہ بن عامر کہتے ہیں کہ شفی الاصحی نے ان سے بیان کیا کہ وہ مدینہ طیبہ گئے تو ایک شخص کو دیکھا کہ لوگ اس پر جمع ہورہے ہیں، انہوں نے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ ان کو بتایا گیا کہ یہ حضرت ابوہریرہ ہیں۔ شفی کہتے ہیں کہ: یہ سن کر میں آپ کے قریب ہوا، یہاں تک کہ آپ کے سامنے بیٹھ گیا، وہ اس وقت لوگوں سے احادیث بیان کررہے تھے، جب اس سے فارغ ہوئے اور تنہائی ہوئی تو میں نے ان سے عرض کیا کہ: میں حق کا واسطہ دے کر آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے کوئی ایسی حدیث سنائیے جو آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنی ہو اور اس کو خوب سمجھا اور جانا ہو۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ایسا ہی کروں گا تم سے ایسی حدیث بیان کروں گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مجھ سے ارشاد فرمائی تھی اور جسے میں نے خوب سمجھا اور خوب جان رکھا ہے۔ یہ کہہ کر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہوگئے، تھوڑی دیر بعد ہوش آیا تو فرمانے لگے: ہاں! میں تم سے ایک ایسی حدیث بیان کروں گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مکان میں خود مجھ سے ارشاد فرمائی تھی اور میرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اس مکان میں کوئی تیسرا آدمی نہیں تھا۔ یہ کہہ کر پھر ایک زور کی چیخ ماری اور بے ہوش ہوگئے، ہوش آیا تو چہرہ صاف کیا اور فرمانے لگے: جی ہاں! میں ایسا ہی کروں گا، میں تم سے ایک ایسی حدیث بیان کروں گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مجھ سے ارشاد فرمائی تھی، میں اور آپ اس مکان میں تنہا تھے، میرے اور آپ کے سوا ہمارے ساتھ کوئی تیسر آدمی نہیں تھا۔ یہ کہہ کر پھر ایک سخت چیخ ماری اور بے ہوش ہوکر منہ کے بل گرنے لگے، میں نے جلدی سے ان کو سنبھالا، دیر تک ان کو ٹیک دلائے بیٹھا رہا، دیر کے بعد ہوش آیا تو فرمانے لگے: مجھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث ارشاد فرمائی تھی کہ: جب قیامت کا دن ہوگا، تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے نزول فرمائیں گے، اس وقت ہر اُمت گھٹنوں کے بل گری ہوگی، پس سب سے پہلے تین آدمیوں کی پیشی ہوگی، ایک وہ شخص جس نے قرآن کریم جمع کیا تھا (یعنی قرآن کریم کا حافظ وقاری تھا)، اور ایک وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل ہوا تھا، اور ایک وہ شخص جو بہت مال دار تھا (اور مال اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کیا کرتا تھا)۔

اللہ تعالیٰ قاری سے فرمائیں گے: کیا میں نے تجھے اپنی اس کتاب کا علم نہیں دیا تھا، جو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی تھی؟ وہ عرض کرے گا: بے شک اے رب! ارشاد ہوگا: پھر تو نے اپنے علم کے مطابق کیا عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا: میں رات اور دن نماز میں اس کی تلاوت کیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تو جھوٹ بکتا ہے! اور فرشتے بھی کہیں گے کہ: تو جھوٹ کہتا ہے! اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے کہ: (تو میری رضا کے لئے تلاوت نہیں کرتا تھا بلکہ) تو یہ چاہتا تھا کہ تجھے قاری کہا جائے، سو کہا جاچکا۔

اور مال دار کو لایا جائے گا، اس سے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: کیا میں نے تجھے مال و دولت میں وسعت نہیں دی تھی؟ اور تجھے ایسا مستغنی نہیں کردیا تھا کہ تو کسی کا محتاج نہیں تھا؟ وہ عرض کرے گا: بے شک اے رب! ارشاد ہوگا: پھر میں نے جو کچھ تجھے دیا تھا، تو نے اس میں کیا کردار ادا کیا؟ وہ کہے گا کہ: میں صلہ رحمی کرتا تھا، اور صدقہ وخیرات کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تو جھوٹ بکتا ہے! اور فرشتے بھی کہیں گے کہ: تو جھوٹ کہتا ہے! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ: (تو نے صدقہ وخیرات میری رضا وخوشنودی کے لئے نہیں کیا بلکہ) تو نے یہ چاہا کہ لوگ یہ کہیں کہ فلاں بڑا سخی ہے، سو یہ کہا جاچکا۔

اور اس شخص کو لایا جائے گا جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل ہوا تھا، اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے کہ: تو کس لئے قتل ہوا؟ وہ عرض کرے گا: یا اللہ! آپ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے کا حکم فرمایا تھا، پس میں نے کافروں سے جنگ کی، یہاں تک کہ میں قتل ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تو جھوٹ بکتا ہے! اور فرشتے بھی کہیں گے: تو جھوٹ کہتا ہے! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: (تو نے میری رضا وخوشنودی کے لئے جنگ نہیں لڑی بلکہ) تو نے یہ چاہا ہے کہ یہ کہا جائے کہ فلاں شخص بڑا بہادر ہے، سو کہا جاچکا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھٹنے پر ہاتھ مار کر فرمایا: اے ابوہریرہ! یہ تین آدمی اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے پہلے ہوں گے جن پر قیامت کے دن دوزخ کی آگ بھڑکے گی۔

ولید ابوعثمان مدائنی کہتے ہیں کہ: مجھے عقبہ بن عامر نے بتایا کہ: شفی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ حدیث خود ان سے بیان کی تھی، ابوعثمان کہتے ہیں کہ: مجھے علاء بن حکیم نے بتایا کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے شمشیر زن (جلاد) تھے، وہ کہتے ہیں کہ: ایک شخص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا، اور اس نے ابوہریرہؓ کی یہ حدیث ان سے بیان کی، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سن کر فرمایا: جب ان تین شخصوں کے ساتھ یہ ہوا تو باقی لوگوں کا کیا حال ہوگا...! یہ کہہ کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اتنی شدت سے روئے کہ ہمیں خیال ہوا کہ آپ کی رُوح قبض ہوگئی، اور ہم نے کہا کہ: یہ شخص بڑے شر کا باعث ہوا۔ دیر کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہوش آیا، اپنا چہرہ صاف کیا، اور فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بالکل سچ ہے۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۶۱) ☆

محمد اعجاز مصطفی

اداریہ

گستاخانہ فلم پر دنیا بھر میں احتجاجی مظاہرے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اسرائیلی نژاد ملعون امریکی یہودی فلم ساز سام بیسائل نے امریکا اور مغربی ممالک میں رہنے والی مسلمان اقلیت کے مذہبی حقوق کو پامال کرنے کے علاوہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے قلوب کو زخمی، ان کی دل شکنی اور دل آزاری کرتے ہوئے ''مسلمانوں کی معصومیت'' کے نام سے یوٹیوب پر ریلیز کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے۔ اس فلم میں آزادیٔ رائے کے اظہار کی آڑ میں اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نہایت گستاخانہ، پُرتعصب اور گندی ذہنیت کی عکاسی کی گئی ہے، جس سے عالم اسلام سراپا احتجاج ہے۔ پوری دنیا میں مسلمانوں کی دل آزاری اور ان کے مذہبی جذبات مجروح ہونے پر امریکیوں کے خلاف سخت احتجاج جاری ہے، پاکستان میں بھی مختلف مذہبی و سیاسی جماعتوں کے طرف سے احتجاجی مظاہرے اور ریلیاں نکالی جارہی ہیں، بعض ممالک میں پُرتشدد واقعات بھی پیش آئے۔ جس کی تفصیل یہ ہے:

''خرطوم، صنعا، قاہرہ (اے ایف پی، رائٹر) گستاخانہ فلم کے خلاف پُرتشدد مظاہروں کا سلسلہ سوڈان، تیونس، مصر، یمن، افغانستان، ملائیشیا، بنگلہ دیش، لبنان، ایران اور عراق سمیت کئی ممالک میں پھیل گیا، اس دوران جھڑپوں میں ۱۵ افراد ہلاک ہوگئے، پاکستان میں بھی سخت احتجاج کیا گیا، ملک بھر میں مظاہرے اور ریلیاں نکالی گئیں جبکہ نماز جمعہ کے اجتماعات میں مذمتی قراردادیں منظور کی گئیں۔ لبنان میں پولیس اور مظاہرین میں جھڑپوں کے دوران ایک شخص ہلاک اور درجنوں زخمی ہوئے ہیں جبکہ مظاہرین نے ایک امریکی فاسٹ فوڈ ریسٹوران نذر آتش کردیا، سوڈان میں مشتعل افراد نے جرمن سفارتخانے پر حملہ کرکے توڑ پھوڑ کی اور عمارت کو آگ لگادی، جبکہ برطانوی سفارتخانے پر بھی حملہ کیا گیا، اس دوران پُرتشدد واقعات میں دو مظاہرین ہلاک ہوگئے جبکہ تیونس میں بھی جھڑپوں میں دو افراد مارے گئے، عراق میں امریکی اور اسرائیلی پرچم جبکہ افغانستان میں صدر اوباما کے پتلے جلائے گئے، بھارتی شہر چنئی میں سینکڑوں مظاہرین نے امریکی قونصل خانے پر پتھراؤ کرکے کھڑکیوں کے شیشے اور کیمرے توڑ دیئے، پولیس نے ۸۶ مظاہرین کو گرفتار کرلیا، سوڈان کے دارالحکومت خرطوم میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد دس ہزار سے زائد مظاہرین نے جرمنی اور برطانیہ کے سفارتخانوں پر حملہ کردیا، اس دوران کئی مظاہرین جرمن سفارتخانے کی چھت پر چڑھ گئے اور وہاں موجود پرچم پھاڑ کر اسلامی پرچم لہرادیا، مشتعل افراد نے ایمبیسی کی کھڑکیاں اور دروازے توڑنے کے بعد بلڈنگ کو آگ لگادی، تاہم سفارتی عملہ محفوظ رہا، بعدازاں مظاہرین امریکی سفارتخانے کی طرف روانہ ہوگئے، جہاں حفاظت پر مامور سیکورٹی فورسز اور مظاہرین میں جھڑپیں شروع ہوگئیں، یمن کے دارالحکومت صنعا میں امریکی سفارتخانے کی طرف بڑھنے والے افراد پر واٹرگنوں کی مدد سے پانی پھینکا گیا، مصر کے دارالخلافہ قاہرہ میں چوتھے روز بھی امریکی سفارتخانے کے باہر پولیس اور مظاہرین میں تصادم ہوا، ادھر قاہرہ کے مشہور تحریر اسکوائر میں سینکڑوں افراد نے اسلام مخالف فلم کے خلاف ریلی نکالی، ایران کے دارالحکومت تہران میں ہزاروں افراد نے احتجاج کرتے ہوئے امریکا اور اسرائیل مردہ باد کے نعرے لگائے، تیونس میں امریکی سفارتخانے پر مشتعل افراد نے پتھراؤ کیا، بصرہ سمیت عراق کے مختلف شہروں میں جمعہ کو توہین آمیز فلم کے خلاف احتجاج کیا گیا، اس دوران امریکا اور اسرائیل کے پرچم بھی جلائے گئے، افغان صوبہ ننگرہار میں امریکی صدر بارک اوباما کے پتلے جلائے گئے جبکہ شینواری قبیلے کے عمائدین نے گستاخانہ فلم کے پروڈیوسر کو قتل کرنے پر ایک لاکھ ڈالر انعام مقرر کردیا، اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل بان کی مون نے اسلام مخالف فلم کو قابل نفرت قرار دیتے ہوئے اس کی مذمت کی ہے، ان کا کہنا تھا کہ یہ فلم تعصب پھیلانے

کے لئے جان بوجھ کر بنائی گئی ہے۔“ (روزنامہ جنگ کراچی، ۱۵؍ستمبر ۲۰۱۲ء)

اسی طرح افغان طالبان کے امیر ملا عمر نے بھی اپنے بیان میں عالم اسلام کے سوتے ہوئے ضمیر کو جھنجھوڑا ہے، جس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ:

”کراچی (رپورٹ: آغا خالد) توہین آمیز فلم پر ردعمل ظاہر کرتے ہوئے افغان طالبان کے امیر ملا عمر نے مجاہدین کے نام جاری کئے گئے اپنے پیغام میں عالم اسلام کے تمام حکمرانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنے درمیان بھرپور اتحاد قائم کرتے ہوئے اس مذہبی جارحیت کے خلاف یکساں اور بھرپور موقف اختیار کریں تاکہ امریکا اور اس کے اتحادیوں پر دباؤ ڈالا جاسکے جن کی درپردہ حمایت سے ہی آزادیٔ اظہار کے نام پر اسلام کے خلاف دو طرفہ اور بدترین دہشت گردی کا عمل جاری ہے۔ ملا عمر نے کہا ہے کہ دنیا بھر کے ایک ارب سے زائد مسلمانوں کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہؓ کے خلاف جس طرح مغرب کی جانب سے مسلسل توہین آمیز مواد شائع کیا جارہا ہے اس سے نہ صرف مسلمانوں کی دل آزاری ہورہی ہے بلکہ مغرب اور مسلمانوں کے درمیان فاصلہ بھی بڑھ رہا ہے۔ ملا عمر نے مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنے غصے کو قابو میں رکھیں اور پرُامن احتجاج کے ذریعے یورپ کو مجبور کریں کہ وہ جس طرح یہودیوں اور دیگر مذاہب کا احترام کرتے ہیں اور ان کی توہین کرنے والوں کے خلاف خصوصی قوانین اور اخلاقیات کا سہارا لیا جاتا ہے اسی طرح مسلمانوں، ان کے رسول صلی اللہ علیہ اور صحابہ کرامؓ کے خلاف بھی بدزبانی کرنے والوں کا محاسبہ ہونا چاہئے۔ ملا عمر نے امریکی اور یورپی عزائم کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ وہ اور افغان عوام عالم اسلام کے مسلمانوں کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ مسلمانوں کے خلاف گیارہ برس قبل جس جارحیت کا آغاز کیا گیا تھا وہ مختلف اشکال میں جاری ہے اور مسلمانوں کے دین اور عقائد پر ضرب لگانے کے مسلسل واقعات نے عالم اسلام میں امریکا کو تنہا کردیا ہے اور اگر اس نے اپنا رویہ تبدیل نہ کیا تو اس کا خمیازہ اسے آئندہ برسوں میں بھگتنا پڑے گا، کیونکہ مسلمانوں کی دنیا بھر میں کثیر تعداد ایک حقیقت ہے اور اس حقیقت کو ناراض کرکے نظریں چرائی نہیں جاسکتیں۔ انہوں نے کہا کہ افغان مجاہدین امریکا سے ناقابل تلافی انتقام لیں گے، کیونکہ اس کی شہ پر مسلمانوں کی محترم ہستیوں کی توہین امریکی سرپرستی میں خاص مقاصد کے تحت کی جاری ہے اور اس کے پس پشت امریکی عزائم کارفرما ہیں۔ انہوں نے عالم اسلام کے مذہبی راہنماؤں سے اپیل کی کہ وہ خطبات میں امریکا کی جانب سے مسلمانوں کے عقائد پر مسلسل حملوں کی مذمت کریں اور مسلمانوں کو اس کے درپردہ عزائم سے بھی باخبر کریں کیونکہ یہ ان کا مذہبی فریضہ ہے۔“ (روزنامہ جنگ کراچی، ۱۵؍ستمبر ۲۰۱۲ء)

اس کے علاوہ جمعیت علمائے اسلام، اہلسنت والجماعت اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے بھی پریس کلب پر پرُامن احتجاجی مظاہرہ کیا ہے، جس کی خبر اخبارات نے یوں رپورٹ کی ہے:

”کراچی (اسٹاف رپورٹر) گستاخانہ فلم کے خلاف اتوار کو کراچی پریس کلب کے باہر جمعیت علماء اسلام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے الگ الگ احتجاجی مظاہرے کئے گئے۔ مظاہرین نے اس بات کا مطالبہ کیا کہ حکومت پاکستان فوری طور پر امریکا سے سفارتی تعلقات ختم کرے یا اقتدار چھوڑ دے۔ گستاخانہ فلم میں ملوث تمام لوگوں کو سرعام پھانسی دی جائے۔ شرکاء نے اسلام دشمنوں اور امریکا کے خلاف شدید نعرے بازی کی۔ اس موقع پر جے یو آئی کے مرکزی سیکریٹری جنرل مولانا عبدالغفور حیدری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ گستاخانہ اور دل آزار فلم انتہائی ناپاک سازش ہے، مسلم حکمرانوں کی بزدلی اور اقتدار کی ہوس ہی نے کفار کو اتنا جری کیا ہے.....“ (روزنامہ امت کراچی، ۱۷؍ستمبر ۲۰۱۲ء)

پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ قرارداد منظور کی ہے کہ توہین رسالت پر مبنی فلم سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے ہیں، امریکا اس کی نمائش پر فوری پابندی لگائے۔ دینی جماعتوں کے قائدین اور مذہبی راہنماؤں نے مطالبہ کیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی گستاخی اور توہین کے واقعات کی روک تھام، امن اور بقائے باہمی کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے عالمی طور پر باقاعدہ قانون سازی کرنی چاہئے۔ اسی طرح عوامی مطالبہ ہے کہ صدر پاکستان، پاکستانی قوم کی طرف سے یہ آواز ان تک پہنچائیں کہ اگر یہی صورت حال رہی تو پاکستان بھر میں رہنے والی عیسائی اقلیت بھی خود کو غیر محفوظ سمجھے گی اور ان کی حفاظت سے حکومت پھر قاصر ہوگی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

دینی مدارس میں دنیوی تعلیم... عواقب ونتائج

پہلی قسط

مفتی ابولبابہ شاہ منصور

آج کل مدارس کی دنیا میں ایک اصطلاح نکل چلی ہے: ''دینی ودنیوی تعلیم کا حسین امتزاج''۔ بعض ستم ظریف تو اسے ''دینی وعصری تعلیم کا (یا قدیم و جدید کا) حسین امتزاج'' سے تعبیر کرتے ہیں، حالانکہ جاننے والے جانتے ہیں... اور اس مضمون کے آخر تک قارئین بھی انشاء اللہ جان لیں گے... کہ جو دنیوی تعلیم ہمارے ہاں رائج ہے، اسے آپ کچھ کہہ لیں، لیکن ''جدید'' یا ''عصری'' نہیں کہہ سکتے، یہ تو نہ جدید ہے نہ عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق یہ ایسی فرسودہ، از کار رفتہ اور عہد کہن پر اڑے رہنے کی مثال ہے کہ خود اس کے ترتیب دینے والوں سے لے کر پڑھنے پڑھانے والوں تک کسی کو اس سے مطمئن نہیں پایا، نہ کسی ایک بڑے میاں یا چھوٹے منے نے اسے عصری تقاضوں سے ہم آہنگ قرار دیا ہے۔ اس منہج تعلیم سے وابستہ تجربہ کار حضرات سے مل لیجئے... یا کسی بھی پوزیشن ہولڈر طالب علم یا طلبا کا تبصرہ سن لیجئے جو ہر سال الفاظ بدل بدل کر شائع ہوتے رہتے ہیں... تواتر اور تسلسل کے ساتھ ایسا اجماعی اور اتفاقی عدم اطمینان اور بیزار کن صورتحال دیکھنے کو ملے گی جو بجائے خود عصر حاضر میں ''اجماع صریح'' یا کم از کم ''اجماع سکوتی'' کی زندہ عصری مثال ہے۔

ایک طرف اس شعبے کے اکابر واصاغر، بابوں اور چھکوں، مسٹروں اور مسزوں کے بے مثال اتفاق کا تو یہ حال ہے، دوسری طرف ہماری مدارس کی برادری کو نہ جانے سامری کے اس بچھڑے کی محبت کیوں دل میں گھر کر گئی ہے کہ جسے دیکھو ''اولی + میٹرک'' کو اپنے مدرسے کے اشتہار کے سرنامے پر لکھنا اپنا امتیاز سمجھتا ہے۔ یہ عاجز اس خطرناک ''پلس'' رجحان کے متعلق خود کچھ کہنے سے پہلے اپنے اکابر کے وہ ملفوظات جو اس ''امتزاجِ حسن'' کے بارے میں ہیں، نقل کرتا ہے، پھر چند باتیں عرض کرے گا جو تجربے سے سامنے آئیں۔ شاید کہ یہ مدارس کی برادری کے لئے ایک ایسی چیز سے رجوع کا باعث بن جائے جس کا ہم نے اپنے ''زمانۂ جاہلیت'' میں زور وشور سے تجربہ اور چرچا کیا، لیکن غبار چھٹنے پر معلوم ہوا کہ جسے ہم نسلی گھوڑا سمجھتے تھے وہ تو دوغلا دراز گوش تھا، کسی بھی نئے کام میں شر وفتنہ سے بچنے یا خیر وبرکت حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اپنے بڑوں کو کارگزاری سنا کر رہنمائی لینے کی عادت بنائی جائے نیز ''استدراج'' سے بچنے کے لئے مسلسل دعا کی جائے اور حقیقت تو یہ ہے کہ ہمیں محض اللہ کے فضل وکرم سے جلد ہی اس زہر ہلاہل کے جان لیوا نقصانات سے آگاہی ہوگئی اور اب ہم ہر اس شخص تک یہ بات پہنچانا اپنی شرعی ذمہ داری سمجھتے ہیں جو اس حسن میں امتزاج یا پلس میٹرک میں امتیاز کے جھانسے میں آچکا ہے۔

ابتدا حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کی ایک دل سوز نصیحت سے کرتے ہیں جنہیں اہل فکر ونظر نے گزشتہ صدی کا مجدد کہا ہے۔

مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ:

''یہ طریق مفید ثابت نہ ہوگا بلکہ مضر ہوگا، مدرسہ میں انگریزی داخل ہونے سے خلط مبحث ہوجائے گا، اب جو کام مدرسہ میں ہورہا ہے، یہ بھی نہ ہوگا۔ مدرسہ ایک معجون مرکب ہوجائے گا۔ اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ مدرسہ کو تو اپنی حالت پر رہنے دیجئے جو کام ہورہا ہے ہونے دیجئے اور انگریزی کے متعلق ایک درس گاہ الگ تیار کردیجئے، اس کا نظم ونسق ان ہی حضرات کے ہاتھ میں رہے جو عربی کا نظم ونسق فرما رہے ہیں، دوسری جگہ پہنچ کر فارغ التحصیل طلبا کا بھی تعلیم انگریزی پانا مضرت سے خالی نہیں، ان کا یہ رنگ رہ ہی نہیں سکتا، یہاں سے الگ ہوکر ان کے جذبات کا محفوظ رہنا مشکل ہے، جس کا نتیجہ گمراہی ہوگا۔'' (تحفۃ العلماء، ۲: ۱۲۷)

حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ کو ہمارے اکابر نے ''استاد الکل'' کا لقب دیا ہے کہ دیوبند کے گلہائے رنگا رنگ سے لدی شاخوں کی اصل انہی سے جا ملتی ہے۔ حضرت نانوتویؒ ان کے حوالے سے فرماتے ہیں:

''تجربہ شاہد ہے کہ جب نقد اور ادھار جمع ہوں تو ہر شخص نقد کو ترجیح دیتا ہے، ادھار پر راضی نہیں ہوتا، اب سمجھ لیجئے کہ علوم دینیہ اور تعلیم آخرت بمنزلہ ادھار کے ہے اور فنون دنیویہ بمنزلہ نقد کے ہے، جب دونوں جمع ہوں گے تو لوگوں کا میلان زیادہ نقد کی طرف ہوگا اور علوم دینیہ وآخرت موخر بلکہ غیر مقصود بن کر رہ جائیں

گے۔" (تحفۃ العلماء ج:۲،ص:۱۲۷)

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ:

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ جنہیں شیخ العرب والعجم کا لقب دیا گیا اور جو بہار و بنگال کے اسکول و مدارس کے لئے ایک جامع تعلیمی نظام کے تجویز کنندہ تھے، وہ اسکول کے نظام تعلیم کو اصلاح و ترمیم کے بعد بھی اسکول تک ہی رکھنے کے قائل تھے۔ دینی مدارس میں اس مغربی نظام تعلیم کو جسے غلط فہمی سے جدید کہہ دیا جاتا ہے کے داخلے کو انتہائی مضر قرار دیتے تھے، ایک مضمون میں فرماتے ہیں:

"ہم کو دنیا کے واسطے مدرسے قائم کرنے، اسکول قائم کرنے اور کالجوں کے قائم کرنے کی ضرورت نہیں اور خاص کر مسلمانوں کی طرف سے اس کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ حکومت وقت کی طرف سے اس کے لئے کام کیا جارہا ہے، اس کے باوجود ایسے مدرسوں یا کالجوں وغیرہ کے قیام کی طرف مسلمانوں کی توجہ بہت زیادہ ہے، مگر دینی علوم کے لئے مدارس کے قیام کی طرف ان کی توجہ نہیں، انہماک نہیں، دنیا کے علوم کے لئے کتنی کوششیں کی جاتی ہیں؟ مگر یہ بتایئے کہ روحانیت کے واسطے، آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے لائحہ عمل کے واسطے دنیا کی تعلیم دینے والے اسکولوں کے مقابلہ میں کتنے مدرسے ہیں؟ ان کی تعداد مقابلتاً کتنی ہے؟ اور مسلمانوں کی آبادی کے تناسب سے ان کی تعداد اور ان میں ان کی دلچسپی کتنی ہے؟

میرے بھائیو، بزرگو! سوچو، سمجھو! اگر آپ نے اس سحر سے بچنے کی کوشش نہیں کی تو بڑی آفت میں مبتلا ہوجائیں گے، آنے والا زمانہ تاریک ہے، کوشش کیجئے اگر آپ نے دین سکھلا دیا تو پھر بچے کالج میں جائیں یا جہاں بھی جائیں ان کے پاس اسلام تو رہے گا، اسی واسطے علماء رات دن اسی فکر میں ہیں کہ دینی مدرسے ہر جگہ کھولے جائیں۔

میرے بھائیو! ہر جگہ خاص دینی مدارس کی ضرورت ہے تاکہ وہ قیامت اور آخرت کو پہچان سکیں، اس کے بعد وہ جو چاہیں سیکھیں، دین دل میں بٹھادیجئے انشاء اللہ وہ اس کی ہدایت پر چلتے رہیں گے اور ان کی دنیا بھی اچھی رہے گی اور آخرت بھی، تمام کو نیک توفیق عطا ہو آمین الحمدللہ رب العالمین۔" (قاضی زاہد الحسینی، چراغ محمد، سوانح حضرت شیخ الاسلام، ص:۵۷۲،۵۶۸)

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ:

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ وہ جہاں دیدہ شخصیت تھے کہ عرب وعجم میں ان کے علوم و معارف کا ڈنکا بجتا تھا، آپ کا تعلق برصغیر کے دو ممتاز دینی تعلیمی نظاموں کے نمائندگان دارالعلوم دیوبند اور ندوہ میں سے مؤخر الذکر سے تھا۔ یہ ادارہ یا نظام وجود میں ہی اس لئے آیا کہ تعلیمی نظام میں بہتری کی چند تجاویز کو عملی شکل دی جائے۔ حضرت علی میاںؒ اس کے ممتاز ترین فرزند تھے اور بعد میں سرپرست بھی، ایک دنیا دیکھ رکھی تھی۔ حضرت نے اپنے مشہور زمانہ اصلاحی بیانات "پاجا سراغ زندگی" میں دینی مدرسہ میں رہتے ہوئے دنیاوی تعلیم کے حصول یا فکر کو "ظلم عظیم" اور "خلاف دیانت" قرار دیا ہے۔ (ص:۵۱) اگر دنیوی تعلیم کی اہمیت اس کے پاسنگ بھی ہوتی جتنی جتائی جارہی ہے تو وہ دنیوی تعلیم کے حصول کو ذہنیت کی تبدیلی، عقائد میں تزلزل اور دین سے انحراف کا سبب قرار دیتے ہوئے درج ذیل تبصرہ نہ فرماتے:

"جب کوئی ایسی قوم جو متعین و محکم عقائد، مستقل فلسفۂ حیات اور مسلک زندگی، اپنی ایک مستقل تاریخ جو محض ماضی کا ایک ملبہ نہیں بلکہ آئندہ نسلوں کے لئے نشان راہ کی حیثیت رکھتی ہے اور جس کے لئے پیغمبر کی شخصیت اور اس کا زمانہ آئیڈیل کی حیثیت رکھتا ہے، جب کسی ایسی قوم یا دور کا نظام تعلیم قبول کرتی ہے، جو اساس و بنیاد اور مثال و معیار میں اس سے مختلف بلکہ اس کی ضد واقع ہوئی ہے، تو قدم قدم پر تصادم ہوتا ہے اور ایک کی تعمیر دوسرے کی تخریب اور ایک کی تصدیق دوسرے کی نفی و تردید، ایک کا احترام دوسرے کی تحقیر کے بغیر ممکن نہیں۔ ایسی حالت میں پہلے ذہنی کشمکش، پھر عقائد میں تزلزل، پھر اپنے دین سے انحراف اور قدیم افکار و اقدار کے بجائے جدید افکار و اقدار کا آنا ضروری ہے۔ کسی قسم کی خوش نیتی، ضمیر کی خلش، سرپرستوں کی خواہش، خارجی و جزائی، انتظامات اس کی رفتار کو سست اور اس کے وقوع کو موخر کر سکتے ہیں، ملتوی نہیں کر سکتے۔ یہی معاملہ مغربی نظام تعلیم کا ہے، وہ اپنی ایک روح اور اپنا ایک منفرد ضمیر رکھتا ہے جو اپنے مصنفین و مرتبین کے عقیدہ و ذہنیت کا عکاس، ہزاروں سال کے طبعی ارتقاء کا نتیجہ، اہل مغرب کے مسلمہ افکار و اقدار کا مجموعہ اور ان کی تعبیر ہے، یہ نظام جب کسی اسلامی ملک یا مسلمان سوسائٹی میں نافذ کیا جائے گا تو اس سے ابتداً ذہنی کشمکش، پھر اعتقادی تزلزل، پھر ذہنی اور بعد میں (الا ماشاء اللہ) یعنی ارتداد قدرتی ہے۔" (حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ "مغربی تعلیم کا زہر" بحوالہ ماہنامہ "وفاق المدارس" ذوالحجہ ۱۴۳۳ھ)

علامہ محمد اسد صاحب:

دینی تعلیم کے مراکز میں دنیوی تعلیم کے ان نقصانات پر ہمارے اکابر علماء ومشائخ کا ہی اتفاق نہیں، بعض نامور مفکرین ودانشور جنہوں نے عمری اس دشت کی سیاحی میں گزار دی، اس موضوع پر دنیوی تعلیم کے فوائد گنواتے ہوئے "رطب للسان" نظر آتے ہیں۔ سب سے پہلے ہم ایک ایسی شخصیت کا تذکرہ کریں گے جو اسلام سے قبل یہودی المذہب تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں "اولئک یؤتون اجرھم مرتین" کا مصداق بنایا۔ اللہ رب العزت ان کو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور ان کے سعادت مند رفقاء کی رفاقت نصیب کرے کہ انہوں نے ہمیں مغربی یا دنیاوی تعلیم کے نقصانات سے آگاہ کر کے خیر خواہی کا حق ادا کیا۔ اس علیم القلب مغربی مصر کا اسم گرامی علامہ محمد اسد تھا، ان کے ساتھ جیوش یا پولش "Leopopl" نام کا مطلب بھی وہی ہے جو اسد کا ہے۔ جناب اپنی مشہور زمانہ کتاب "اسلام دوراہے پر" میں فرماتے ہیں:

"ہم نے گزشتہ صفحات میں اس بات کی تائید میں چند اسباب ودلائل پیش کئے ہیں کہ اسلام اور مغربی تمدن جو زندگی کے دو متضاد نظریوں پر قائم ہیں، ایک دوسرے کے ساتھ مل کر نہیں رہ سکتے۔ جب واقعہ یہ ہے تو ہم کیسے اس بات کی توقع کر سکتے ہیں کہ مسلمانوں کی نئی نسل کی مغربی بنیادوں پر ایسی تعلیم وتربیت (جو مجموعی طور پر یورپ کے علمی وثقافتی تجربوں اور ان کے تقاضوں پر مبنی ہے) مخالف اسلام اثرات سے مغربی ادبیات کی تعلیم کا انجام اس شکل میں جو اس وقت اکثر اسلامی اداروں میں رائج ہے، اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ اسلام مسلمان نوجوانوں کی نگاہ میں ایک اجنبی چیز بن جائے۔ تاریخ کی اس طرح کی تعلیم نوجوانوں کے دماغ میں اس کے علاوہ کوئی اور اثر نہیں چھوڑ سکتی کہ وہ احساس کمتری میں مبتلا ہوں اور اپنی پوری ثقافت اور اپنے مخصوص تاریخی عہد کو حقارت کی نظر سے دیکھنے لگیں اور مستقبل میں ان کے لئے ترقی و خدمت کے جو وسیع اور روشن امکانات ہیں، ان کا انکار کرنے لگیں۔ اس طرح وہ ایک ایسی منظم تربیت حاصل کرتے ہیں، جس میں اپنے ماضی اور اپنے مستقبل کی حقارت پورے طور کارفرما ہوتی ہے۔" (Islam at the Crossroads, P:83-97)

اکبر الہ آبادی مرحوم:

غیر مسلم مغربی مبصر جو رازہائے درون خانہ سے گہری واقفیت رکھتے ہیں، کے بعد ہم ہر مشرق کے ان اہل نظر وفکر کی طرف آتے ہیں جن کی ملی خدمات اور خیر خواہی مسلم ہیں۔ مشہور شاعر اکبر الہ آبادی مرحوم نے دنیوی تعلیم پر بصیرت افروز حقیقت کشا تبصرے بڑے ظریفانہ انداز میں کئے ہیں اور حیرت اس پر ہے کہ ان میں سے چند بعینہ و بلفظہ درست ثابت ہوئے۔ مثلاً انہوں نے دنیوی تعلیم کے ایک بڑے نقصان کہ انسان اپنی ملت اور وطن کا تو کیا، والدین کا بھی وفادار نہیں رہتا، اپنے مفادات کا تابع اور شہوات کا غلام بن جاتا ہے، کو بیان کرتے ہوئے کہا تھا:

ہم ان تمام کتابوں کو قابل ضبطی سمجھتے ہیں
جنہیں پڑھ کر بیٹے باپ کو خبطی سمجھتے ہیں

حیرت انگیز تاریخی حقیقت یہ ہے کہ ان کا یہ تبصرہ سب سے پہلے مغربی تعلیم کے مروج اول سرسید احمد خان اور ان کے بیٹے سید محمود خان پر صادق آیا۔ بڑے خان صاحب نے بڑے چاؤ اور شوق سے ایک گھر بنایا تھا۔ چھوٹے خان صاحب نے انہیں آخری عمر میں اس سے نکال باہر کیا۔ کہتے ہوئے دل دکھتا ہے لیکن حقیقت یہی ہے کہ خان صاحب جو پوری ہندوستانی ملت کا فائدہ صرف اور صرف مغربی تعلیم کی جلد از جلد ترویج میں سمجھتے تھے، ان کو خود اپنے فرزند ارجمند کو تعلیم دلانے کا فائدہ اتنا بھی نہ ہوا کہ اپنے گھر میں اپنے ورثاء کے درمیان حیات فانی کے آخری دن گزار سکتے۔ ان کا جنازہ لاوارثوں کی طرح غیروں کے گھر سے اٹھا۔ یہ المناک روداد بابائے اردو مولوی عبدالحق صاحب کی زبانی ملاحظہ فرمایئے، وہ سرسید کے آخری ایام کے متعلق لکھتے ہیں:

"ان کی زندگی کے آخری ایام انتہا درجے کی تلخی اور کرب والم میں گزرے، پہلا صدمہ کالج کے روپے کے غبن کا ہوا اور دوسرا اس سے بڑھ کر سید محمود کا، کثرت شراب نوشی نے سید محمود کا دماغ مختل کر دیا تھا اور وہ عالم دیوانگی میں ایسی حرکات کر بیٹھتے تھے جو کسی عنوان قابل برداشت نہیں ہوسکتی تھیں۔ سرسید کو ناچار وہ گھر چھوڑنا پڑا جہاں وہ تیس سال سے مسلسل رات دن کام کرتے رہے تھے اور ایک غیر گھر میں جا کر پناہ لینی پڑی۔"

(سرسید احمد خان، حالات وافکار، ص: ۸۵)

مولوی عبدالحق صاحب نے اس نقل مکانی کو گھر چھوڑنے سے تعبیر کیا ہے، لیکن میر ولایت حسین اپنی آپ بیتی میں یوں تحریر کرتے ہیں:

"حاجی اسماعیل خان صاحب (سرسید کو اپنی چھوٹی کوٹھی میں لے گئے، سید صاحب کو بے گھر ہونے سے سخت تکلیف ہوئی تھی۔ منشی ناظر خان اور نجم الدین جو سید صاحب کی خدمت میں حاضر رہتے تھے، ان کا بیان ہے کہ جس وقت سید صاحب حاجی اسماعیل خان صاحب کی کوٹھی پر پہنچے... ایک آہ کھینچی اور کہا کہ: ہائے

افسوس! ہم کو کیا معلوم تھا کہ سید محمود آخر عمر میں ہم کو گھر سے نکال دیں گے، ورنہ کیا ہم اس قابل نہ تھے کہ اپنے لئے ایک جھونپڑی بنا لیتے؟ اس روحانی صدمے کا اثر سید صاحب پر ایسا ہوا کہ حاجی اسماعیل خان صاحب کی کوٹھی پر چند ہی دن رہنے پائے تھے کہ ان کا پیشاب بند ہوگیا۔"

(سرسید احمد خان ایک سیاسی مطالعہ، ص:۳۰۶،

بحوالہ حیات سرسید ضیاء الدین لاہوری، ص:۳۳۶)

اکبر الہ آبادی کا ایک اور شعر مشہور ہے، جس میں انہوں نے یہ سنجیدہ تاریخی حقیقت بیان کی ہے کہ اسکول و کالج کی مروجہ تعلیم درحقیقت مشہور فرعونی نسل کش نظریہ سیاست "یقتلون ابناء ھم ویستحیون نساء ھم" کی ترقی یافتہ شکل ہے، شعر کچھ یوں ہے:

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

اس حوالے سے ان کا ایک اور شعر مشرق کی سادگی اور مغرب کی عیاری کی نقاب کشائی کرتا ہے:

مشرقی تو ہر دشمن کو کچل دیتے ہیں
مغربی اس کی طبیعت کو بدل دیتے ہیں

علامہ شیخ محمد اقبال:

علامہ اقبال کی بلند فکری اور عمق نظری کا کون انکار کرے گا؟ انہوں نے بھی مغربی تعلیم اور مغربی تہذیب کا جس گہرائی سے جائزہ لیا، اس کا خلاصہ چند مصرعوں میں پیش کردیا۔ تعجب ہے کہ "اقبالیات" پر پی ایچ ڈی کرنے والے مدارس پر پھر بھی نکتہ چینی اور کالج و یونیورسٹیوں کی ثناخوانی کرتے ہیں اور اس سے زیادہ تعجب ان دینی اداروں پر کیا جائے گا جو نیوی تعلیم کے خان سامانی درجے کی میٹرک کو اپنے لئے مایۂ فخر قرار دینے پر تلے ہوئے ہیں۔ علامہ نے رمایا کہ مغربی تعلیم مسلمانوں کے مشرقی سانچے کو شکست و ریخت سے دوچار کر کے ان کی حقیقت و ماہیت تبدیل کر رہی ہے۔ اب کیا شک رہ جاتا ہے کہ یہ طلبا و فضلاء کی عقابی روح کا گلا گھونٹ کر انہیں "عبدالدینار والدرھم" بنا ڈالے گی۔ یہی وجہ ہے کہ این جی اوز اس کے لئے بے تحاشہ فنڈ فراہم کر رہی ہیں۔ یہ عاجز ڈیرہ غازی خان گیا تو ایک خیرخواہی فلاحی ادارے کے متعلق پتا چلا کہ اس کا مشن ہی یہی ہے کہ مدارس کا دورہ کر کے ان کو دنیویات پڑھانے والے اساتذہ، کتابیں وغیرہ مہیا کرے۔ احقر نے استفسار کیا کہ آپ کو اسپانسر کون کرتا ہے؟ انہوں نے کہا: بڑے بھائی! جو امریکا میں مقیم ہیں، وہ فنڈ بھیجتے ہیں۔ مکرر استفسار کیا: انہیں کون بھیجتا ہے؟ جواب ندارد۔ بہرحال علامہ اقبال کو سنئے، انہوں نے تو اس مغربی نظام تعلیم کا زخم کھایا تھا، فرماتے ہیں:

تعلیم کے تیزاب میں ڈال اس کی خودی کو
ہوجائے ملائم تو جدھر چاہے اسے پھیر
تاثیر میں اکسیر سے بڑھ کر ہے یہ تیزاب
سونے کا ہمالہ ہو تو مٹی کا ہے اک ڈھیر

(ضرب کلیم)

ایک اور جگہ وہ اس حقیقت کو اس انداز میں بیان کرتے ہیں:

مباش ایمن ازاں علمے کہ خوانی
کہ ازوے روح قومے می تواں کشت

(ارمغان حجاز:۱۴۴)

حد یہ ہے کہ وہ "دینی تعلیم" کے نام سے لکھے گئے چند اشعار میں مغرب کے اس نظام تعلیم کو دین و اخلاق کے خلاف سازش اور محکومی و مظلومی کا سبب قرار دیتے ہیں:

اور یہ اہل کلیسا کا نظام تعلیم
ایک سازش ہے فقط دین و مروت کے خلاف
اس کی تقدیر میں محکومی و مظلومی ہے
قوم جو کر نہ سکی اپنی خودی سے انصاف

(ضرب کلیم، ص:۲۰۹)

(جاری ہے)

مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ کے اسباب

پورے عالم میں مسلمانوں کی تعداد میں حیرت ناک اضافہ کی بنیاد یہ نہیں ہے کہ اسلامی ممالک میں رہنے والوں کی تعداد بڑھ رہی ہے بلکہ دوسرے مذاہب کے ماننے والے روز بروز اس کے دامن میں پناہ لے رہے ہیں اور اس تعداد میں گیارہ ستمبر کے حادثہ کے بعد بڑا اضافہ ہوگیا ہے اور اس حادثہ نے پوری دنیا میں اور خاص طور پر امریکا میں رہنے والوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرلی، جس کی وجہ سے بڑی تعداد میں لوگ دین اسلام قبول کرنے لگے ہیں۔ اس بات کی تائید مختلف مقالات، رپورٹوں اور اس سلسلے میں کئے گئے سروے سے ہوتی ہے اور مختلف تحقیقات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ اس وجہ سے ہو رہا ہے کہ یورپ کے رہنے والے اپنے مذاہب کو چھوڑ کر آئے دن اسلام میں داخل ہو رہے ہیں، مثال کے طور پر (NTV News) نامی جریدہ نے ۲۰ رجون کے شمارے میں لکھا کہ اسلام یورپ میں سب سے زیادہ پھیلنے والا مذہب ہے اور اخبار نے فرانسیسی ایجنسی سے شائع ہونے والی اس رپورٹ سے مکمل اتفاق کیا کہ اسلام فرانس میں تیزی سے پھیل رہا ہے اور وہاں نومسلموں کی تعداد ۳۰ سے ۴۰ ہزار تک پہنچ چکی ہے۔ (پندرہ روزہ تعمیر حیات لکھنو)

حج...جذبۂ عشق کی تسکین

مولانا مفتی احمد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ

دوسری قسط

اس کے بعد وہ جو حرکتیں کرتا ہے وہ کسی ضابطہ اور آئین کی پابند نہیں کہیں محبوب کے گھر کے چکر کاٹتا ہے کہیں اس کے در و دیوار اور چوکھٹ کو چومتا ہے آنکھیں ملتا ہے پیشانی اور سر رگڑتا ہے۔

سر کو وحشت میں پہاڑوں سے بچا کر لایا
در و دیوار سر کوچہ جاناں کے لئے

ہم کو طواف کوچہ جاناں چاہئے
زاہد کو کعبہ رند کو مے خانہ چاہئے

طواف اسی شوق اور اشتیاق کا مظہر ہے طواف کی ابتداء حجر اسود کے بوسہ اور استلام سے ہوتی ہے حجر اسود ایک کالا پتھر ہے جو بیت اللہ کی دیوار میں نصب ہے اس کی حقیقت صرف یہ نہیں کہ یہ ایک پتھر ہے مولانا سید سلیمان ندویؒ اس کی حقیقت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ پتھر کہنے کے لئے تو ایک معمولی پتھر ہے مگر ایک مشتاق زیارت کی نگاہ میں اس تخیل کے ساتھ کہ تمام دنیا بدل گئی ہے شہر مکہ کا ذرہ ذرہ بدل گیا کعبہ کی ایک ایک اینٹ بدل گئی مگر یہ وہ پتھر ہے جس پر ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کے مقدس لب مبارک ہاتھ بالیقین پڑے ہیں اور پھر تمام خلفائے راشدین صحابہ کرام ائمہ کرام اکابر اسلام اور حکمائے عظام کے ہاتھوں نے اس کو مس کیا ہے اور آج ہمارے گناہگار لب اور ہاتھ بھی اس کو مس کر رہے ہیں ہمارے دلوں اور آنکھوں میں تاثیر اور کیفیت کی ایک عجیب لہر پیدا کر دیتا ہے اور بایں ہمہ مسلمان یہی سمجھتے ہیں کہ یہ ایک پتھر ہے جس میں کوئی قدرت نہیں اور جیسا کہ بادۂ توحید کے ایک ہشیار متوالے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے اس کو چوم کر کہا: اے کالے پتھر! میں خوب جانتا ہوں کہ تو ایک معمولی پتھر ہے نہ تو نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان لیکن میں اس لئے تجھے بوسہ دیتا ہوں کہ میں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے۔" (سیرۃ النبی جلد پنجم)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں:

"طواف کی ابتداء حجر اسود کے بوسے سے ہے جس کو حدیث پاک میں اللہ جل شانہ کے دست مبارک سے تعبیر کیا ہے اور اس کا بوسہ گویا دست بوسی ہے آقائے کریم کی اور انتہائی لطف و کرم ہے اس مالک کا جس نے یہ سعادت خاک کے پتلوں کو عطا فرمائی۔" (فضائل حج)

اور پھر یہ دیوانہ کبھی غلاف کعبہ کو تھام کر کبھی بیت اللہ کی دیواروں سے لپٹ کر کبھی ملتزم سے چمٹ کر روتا اور بلکتا ہے عاجزی اور زاری کرتا ہے عجب حال ہوتا ہے اس کا اسے اس کی بھی پرواہ نہیں ہوتی کہ کوئی اس کی یہ حرکات دیکھ دیکھ کر اس کا مذاق اڑا رہا ہوگا یا اس کے بارے میں کوئی رائے زنی کر رہا ہوگا وہ ہر چیز سے بے نیاز ہو کر اپنے حال میں مست ہوتا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ لکھتے ہیں:

"کعبہ شریف کے پردے سے لپٹنا چمٹنا بھی اسی عاشقانہ شان کا ایک خاص مظہر ہے کہ محبوب کے دامن سے چمٹنا بھی عشق کے مظاہرے میں سے ایک خصوصی مظہر ہے:

اے ناتوان عشق تجھے حسن کی قسم
دامن کو یوں پکڑ کہ چھڑایا نہ جا سکے

اے جنون دیوانگی ایسی بھی کیا
دامن باد بہاری چھوڑ دے
مدتوں میں جس کے ہاتھ آئی ہو وہ
آستین کیونکر تمہاری چھوڑ دے

ملتزم جو کعبہ شریف کی دیوار کا ایک خاص حصہ ہے متبرک جگہ ہے اس جگہ خصوصیت سے دعا قبول ہوتی ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ اس سے چمٹ رہے تھے اور اپنے چہرے کو اس سے لگا رہے تھے۔

آج ارشد کو عجب حال میں دیکھا ہم نے
رو رہا تھا وہ کسی شخص کی دیوار کے پاس

اس کے بعد صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا بھی اسی مجنونانہ انداز کا ایک پر کیف منظر ہے کہ ننگے سر ننگے

پاجامہ اِدھر سے اُدھر بھاگے بھاگے پھر رہے ہیں۔

کیونکر جنوں میں دشت نوردی نہ ہو پسند
پایا ہے آبلوں نے مزا نوک خار میں

اب نہیں دل کو کسی صورت قرار
اس نگاہِ ناز نے سحر ایسا کردیا

اسی اضطراب و بے چینی' آوارہ گردی' صحرانوردی کا مظہر ہے کہ صبح کو مکہ میں' رات کو منی میں' پھر صبح کو عرفات کا جنگل و بیابان' شام ہوتے ہی مزدلفہ بھاگ آئے' صبح ہی صبح پھر وہاں منیٰ دوپہر کو مکہ مکرمہ واپسی' شام کو پھر منیٰ لوٹ گئے۔

ایک جا رہتے نہیں عاشق بدنام کہیں
دن کہیں' رات کہیں' صبح کہیں' شام کہیں

ہے گدائی مجھ کو بہتر تیرے حسن وعشق کی
ہم بھکاری بھیک کے در در ہمیں رلنا پڑا

وحشت دل سے مجنوں کی طرح خاک بسر
چھانتے پھرتے ہیں ہم کوہ وبیاباں دن رات
(فضائل حج)

مولانا سید سلیمان ندویؒ صفا اور مروہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''یہ دونوں وہ مقامات ہیں جہاں ربانی کرشمے کے عظیم الشان جلوے حضرت ابراہیم اور حضرت ہاجرہ علیہما السلام کو نظر آئے۔'' (سیرۃ النبیؐ جلد پنجم)

حج کا اہم رکن وقوف عرفہ ہے بلکہ حج تو نام ہی وقوف عرفہ کے عظیم الشان دن کا ہوتا ہے' اس دن نعمت خداوندی اپنے بندوں کی طرف سب سے زیادہ متوجہ ہوتی ہے اور آقا ومالک اپنے بندوں اور غلاموں کو اپنی آغوش رحمت میں پناہ دینے کے لئے سب دنوں سے زیادہ آمادہ ہوتا ہے۔ بقول مولانا سید سلیمان ندویؒ کے:

''یہ اجتماع اور اس کا بے نظیر مؤثر منظر دلوں میں مغفرت اور رحمت الٰہی کی طلب کا طوفان انگیز جوش پیدا کرتا ہے' ہر شخص کو دائیں بائیں' آگے پیچھے دور تک یہی منظر نظر آتا ہے تو وہ خود اس اثر میں ایسا ڈوب جاتا ہے کہ زندگی بھر اس کی لذت باقی رہ جاتی ہے۔'' (سیرۃ النبیؐ جلد پنجم)

امام غزالیؒ لکھتے ہیں:

''جب ہمتیں کسی خاص نقطہ پر مرکوز ہوجاتی ہیں' دل تفرع وبے تابی میں مشغول ہوتے ہیں' ہاتھ خدا کے سامنے پھیلے ہوتے ہیں' نگاہیں آسمان کی طرف اٹھی ہوتی ہیں اور سب ایک جان اور ایک دل ہوکر پوری توجہ کے ساتھ رحمت الٰہی کے امیدوار ہوتے ہیں' اس وقت ایسا نہ سمجھنا چاہئے کہ اللہ ان کو مایوس کردے گا' ان کی کوششوں کو ضائع فرمادے گا اور اپنی رحمت سے ان کو محروم و بے نصیب رکھے گا۔'' (احیاء العلوم)

عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ کی بے انتہا رحمت بندوں کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ ایک حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''حق تعالیٰ شانہٗ عرفہ کے دن دنیا کے آسمانوں پر اتر کر فرشتوں سے فخر کے طور پر فرماتے ہیں' میرے بندے دور دور سے پراگندہ بال آئے ہوئے ہیں میری رحمت کے امیدوار ہیں اگر ان لوگوں کے گناہ ریت کے ذروں کے برابر ہوں یا بارش کے قطروں کے برابر ہوں یا سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں تب بھی میں نے ان کے گناہ معاف کردیئے۔'' (ترغیب)

اللہ کی اس رحمت کو دیکھ کر شیطان بہت ذلیل و رسوا ہوتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بدر کے دن کو چھوڑ کر عرفہ کے دن کے علاوہ کوئی دن ایسا نہیں جس میں شیطان بہت ذلیل' راندہ درگاہ بہت حقیر اور بہت زیادہ غصہ میں بھرا ہوا ہو' یہ سب کچھ اس وجہ سے کہ عرفہ کے دن اللہ کی رحمتوں کا کثرتوں سے نزول ہوتا اور بندوں کے بڑے بڑے گناہوں کو معاف ہوتے دیکھتا ہے۔'' (مشکوٰۃ)

وقوف عرفہ کے بعد حاجی کو حکم ہوتا ہے کہ وہ یہاں پر بالکل نہ ٹھہرے بلکہ مزدلفہ چلا جائے اور پھر وہاں بھی اسے صبح کو حکم مل جاتا ہے کہ اب منیٰ کی طرف چلے جاؤ' حاجی تو حکم کا بندہ اور اشاروں کا غلام ہے اسے جو حکم مل گیا وہ اسے پورا کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار کسی جگہ ٹھہرنے کا حکم ہوا تو وہ ٹھہر گیا' کوچ کا حکم ہوا تو وہ چل پڑا' سالہا سال کی عادات چھوڑنے کے لئے کہا تو ان کے ترک کرنے پر آمادہ ہوگیا۔ عاشق کی شان ہی یہی ہے۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ لکھتے ہیں:

''حضرت ابراہیم علیہ السلام اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کے بعد تمام عشاق واہل محبت' اہل درد اور اہل طلب کی زندگی کا یہی طرز تھا' کبھی سفر' کبھی قیام' کبھی وصل' کبھی ہجر' نہ عادت کی غلامی' نہ ذوق کی اسیری' نہ خواہش کی تابعداری' نہ شہوت کے سامنے سپر اندازی۔'' (ارکان اربعہ)

اور منیٰ میں تو حاجی سے وہ افعال سرزد ہوتے ہیں جو اس کی دیوانگی کا کامل نمونہ ہوتے ہیں۔ حضرت شیخ الحدیثؒ لکھتے ہیں:

''اس سب کے بعد منیٰ میں شیاطین کے پتھر مارنا اس جنون کی وحشت کے آخری حصہ کا نظارہ ہے جو عشاق کو پیش آتا ہے۔ عاشق کا جنون جب حد سے تجاوز کرتا ہے تو وہ ہر اس شخص کے پتھر مارا کرتا ہے جس

کو وہ اپنے کام میں مخل سمجھتا ہے۔" (فضائل حج)

رمی جمار کی حقیقت بیان کرتے ہوئے امام غزالیؒ لکھتے ہیں:

"اس سے مقصود صرف حکم کو پورا کرنا ہے تاکہ مکمل عبودیت کا مظاہرہ ہو سکے‘ عقل اور نفس کا اس میں کوئی حصہ نہیں‘ مزید یہ کہ اس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مشابہت پیدا کرنا مقصود ہے کیونکہ ابلیس ملعون اسی جگہ ان کو قربانی میں شبہ پیدا کرنے یا کسی معصیت میں مبتلا کرنے آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ اس کو کنکریاں ماریں تاکہ وہ ان کے پاس سے دفع ہو جائے اور اس کو ان سے کوئی توقع ہی باقی نہ رہ جائے۔ اگر کوئی خیال کرتا ہے کہ ان کے سامنے شیطان حقیقت میں آ گیا تھا اس لئے انہوں نے اس کو مارا میرے سامنے تو شیطان نہیں ہے کہ میں اس کو ماروں تو اس کو سمجھنا چاہئے کہ یہ خیال بھی شیطان ہی کا پیدا کردہ ہے اور وہی ہے جس نے یہ خیال تمہارے دل میں ڈالا ہے تاکہ شیطان کو ذلیل وخوار کرنے کا جو عزم اور ارادہ تمہارے اندر تھا وہ کمزور پڑ جائے‘ تم کو جاننا چاہئے کہ ظاہر میں تم جمرۂ عقبہ پر کنکریاں مارتے ہو لیکن حقیقت میں وہ کنکریاں شیطان کے منہ پر پڑتی ہیں اور اس کی کمر توڑ دیتی ہیں۔ اس لئے کہ اس کی تذلیل تو بس سب سے زیادہ اس تعمیل حکم سے ہوتی ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کی تعظیم و اطاعت کے جذبہ سے ہو۔ نفس یا عقل کا اس میں کوئی حصہ نہ ہو۔" (احیاء العلوم)

اس کے بعد بندہ قربانی کرتا ہے جو درحقیقت اس کی اپنی جان کی قربانی ہوتی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے غایت رحمت سے اسے جانور کی قربانی میں بدل دیا اور یہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار ہے‘ امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

"جاننا چاہئے کہ قربانی تقرب الیٰ اللہ کا ذریعہ ہے چنانچہ یہ حکم بھی فوراً بجالانا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے یہ امید رکھنی چاہئے کہ اس کے ایک ایک جزو کے بدلے میں تمہارا ایک ایک جزو آگ سے محفوظ رہے گا۔" (احیاء العلوم)

جس طرح ایک معروف متعین طریقے سے احرام باندھا تھا اسی طرح ایک معروف ومتعین طریقے سے احرام کو کھولا جائے گا۔ جس طرح نماز سلام سے ختم ہوتی ہے اسی طرح شریعت نے احرام کھولنے کے لئے حلق یا قصر کا طریقہ تجویز کیا ہے۔ مولانا سید سلیمان ندویؒ فرماتے ہیں:

"حلق میں ایک پرانی یادگار کا اشارہ چھپا ہوا ہے۔ تمدن کے ابتدائی عہد میں دستور تھا کہ جو غلام بنا کر آزاد کیا جاتا تھا‘ اس کے سر کے بال منڈوا دیئے جاتے تھے۔ یہ غلامی کی نشانی سمجھی جاتی تھی‘ چونکہ حج خدا کی دائمی غلامی اور بندگی کا اقرار و اعتراف ہے اس لئے انسانیت کی یہ پرانی رسم باقی رکھی گئی۔" (سیرۃ النبی جلد پنجم)

یہ حج کی ایک جھلک اور ارکان و افعال میں پوشیدہ ہزاروں حکمتوں میں سے چند حکمتوں کا بیان تھا ورنہ حج میں قدرت خداوندی کی بے شمار نشانیاں اور ہزار ہا حکمتیں ایسی ہیں جن کے بیان کرنے سے ایک بندہ عاجز و قاصر ہے منجملہ ان حکمتوں کے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ ان مقدس ومتبرک مقامات پر جمع ہو کر ان آثار وبرکات کا حاصل کیا جائے جو اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں‘ انبیاء وصدیقین‘ شہداء وصالحین پر بطور انعام کے فضل و کرم فرمایا۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں:

"حج کی حقیقت یہ ہے کہ ایک جماعت ایک خاص زمانہ میں جمع ہو اور ان لوگوں کا حال یاد کرے جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہوا مثلاً انبیاء‘ وصدیقین‘ شہداء و صالحین اور اس جگہ جمع ہوں جہاں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں موجود ہیں۔ جہاں ائمہ دین اور صالحین امت شعائر اللہ کی تعظیم میں سرشار ہو کر گڑگڑاتے ہوتے ہوئے خیر و بخشش کے طالب اور کفارۂ سیئات کے امیدوار بن کر آئے ہیں۔" (حجۃ اللہ البالغہ)

ایک جگہ لکھتے ہیں:

"یہ بات بھی طہارت نفس میں داخل ہے کہ آدمی ان جگہوں میں اترے اور قیام کرے جہاں صالحین اور اولیاء اللہ ہمیشہ سے دل کی تعظیم اور ارادت کے ساتھ اترتے آئے ہیں اور اس کو خدا کے نام سے معمور کرتے رہے ہیں۔" (حجۃ اللہ البالغہ)

حج میں اللہ کے بندے دور دراز علاقوں سے اس جگہ جمع ہوتے ہیں جسے خدا کا گھر اور بیت اللہ کہا جاتا ہے‘ جو تمام مسلمانوں کا مرکز اور ہدایت وارشاد کا منبع ہے یہاں مختلف قبائل‘ مختلف قوموں‘ مختلف علاقوں‘ مختلف زبانوں سے تعلق رکھنے والے مختلف رنگ ونسل کے لوگ ایک جمع ہو کر ایک جیسا لباس پہن کر ایک ہی زبان میں بارگاہ خداوندی میں درخواست پیش کرتے ہیں اور اپنی دیوانگی و مسکینی اور حاضری کا ایک ہی ترانے میں اعلان کرتے ہیں تو قومیت و وطنیت‘ نسل ورنگ اور جغرافیائی حدوں کی کوکھ سے جنم لینے والے تمام بت پاش پاش ہو جاتے ہیں۔ (جاری ہے)

سیّدنا امام مہدی علیہ الرضوان

مولانا قاضی احسان احمد

قیامت کا قائم ہونا ایک امر یقینی اور امر غیبی ہے، جس کا حقیقی اور قطعی علم صرف اور صرف حق تعالیٰ کی ذات گرامی کو ہے، اس کے علاوہ کسی کو اس کے برپا ہونے کا وقت متعین یقینی طور پر معلوم نہیں ہے، جیسے قرآن کریم میں حق تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

"ان اللہ عندہ علم الساعۃ"

اسی طرح دوسری جگہ بھی قیامت سے متعلق ارشاد ربانی ہے:

"یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰھا فیم انت من ذکرٰھا..."

ترجمہ: "یہ آپ سے قیامت کے قائم ہونے کا سوال کرتے ہیں کہ قیامت کب قائم ہوگی۔"

احادیث طیبہ میں بھی قیامت سے متعلق کئی جگہ پر تذکرہ موجود ہے جیسے حدیث جبرائیل کے آخر میں سیدنا جبرائیل علیہ السلام کا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال منقول ہے:

"فاخبرنی عن الساعۃ؟ قال ما المسئول عنہا باعلم من السائل۔"

ترجمہ: "قیامت کب آئے گی؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لاعلمی کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: مسئول سائل سے زیادہ نہیں جانتا۔"

البتہ قیامت قائم ہونے کی چند علامات اور نشانیاں ہیں جن کا ظہور اور وقوع اس قیامت آنے سے پہلے ہونا ضروری ہے۔

علاماتِ صغریٰ، علاماتِ کبریٰ:

بالکل ابتدائی اسٹیج کی چھوٹی چھوٹی علامات بہت زیادہ ہیں، مگر وہ علامات جو علاماتِ کبریٰ کے نام سے ذخیرہ احادیث میں وارد ہوئی ہیں وہ بھی کافی ہیں، ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکٹھی دس بیان فرمائی ہیں، چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت برپا نہیں ہوگی، یہاں تک کہ تم اس سے قبل دس علامات نہ دیکھ لو:

(۱) دھواں، (۲) دجال، (۳) دابۃ الارض، (۴) مغرب سے سورج کا طلوع ہونا، (۵) سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا، (۶) یاجوج ماجوج کا نکلنا، (۷، ۸، ۹) زمین کے تین مقامات پر لوگوں کا دھنس جانا، (۱۰) یمن سے آگ کا نکلنا جو لوگوں کو محشر میں لے جائے گی۔

علاماتِ کبریٰ میں سے سیدنا مہدی علیہ الرضوان کا ظہور بھی ہے جو مندرجہ بالا علامات کے ظاہر ہونے سے قبل ظہور پذیر ہوچکے ہوں گے، علامہ سفارینی لکھتے ہیں: "قیامت کی بڑی اور قریب تر اور اولین علامات میں سے خاتم الائمہ محمد مہدی کا ظہور ہے۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ جب مسلمان ہر طرف سے گھر جائیں گے اور مصائب ان پر خونخوار بھیڑیے کی طرح ٹوٹ پڑیں گے اور ان کی حکومت صرف مدینہ منورہ سے خیبر تک رہ جائے گی تو ان مایوسی کے حالات میں مسلمان امام مہدی علیہ الرضوان کے متلاشی ہوں گے۔ سیدنا مہدی علیہ الرضوان ان حالات کے وقوع پذیر ہونے کے وقت مدینہ منورہ میں ہوں گے، اپنے خلیفہ بنائے جانے کے ڈر اور خوف سے مدینہ پاک کو خیرباد کہہ کر مکہ مکرمہ کی سرزمین پر پہنچیں گے، طواف کے دوران وہاں کے لوگ آپ کو پہچان لیں گے۔

سیدنا مہدی علیہ الرضوان کے شدید انکار کے باوجود وہ ان سے بیعت خلافت کریں گے، اس خبر کا پھیلنا ہوگا کہ ملک شام سے ایک لشکر آپ کے مقابلہ کے لئے نکلے گا، مگر مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے درمیان مقام بیداء پر اس لشکر کو حکم خداوندی زمین میں دھنسا دے گا، اس عجیب واقعہ کی اطلاع ملک شام کے ابدال اور عراق کے متقی لوگ پاکر حضرت مہدی علیہ الرضوان کی خدمت میں آئیں گے، ایک قریشی النسل بنوکلب پر مشتمل ایک لشکر مہدی علیہ الرضوان سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کرے گا، اس لشکر کو ہزیمت و شکست ہوگی اور اسلامی لشکر کامیاب و کامران ہوگا۔

احادیث مبارکہ میں امام مہدی علیہ الرضوان کا مکمل تعارف، نام، ولدیت، خاندان، خدمات، فتوحات، خیر و برکت، ترقی کی راہیں ہموار ہونا تفصیل سے درج ہیں، ان سب کے باوجود بہت

سے عقل کے اندھے، خواہشات کے پجاری جنہیں اپنے ناقص علم میں اعتماد اور اکابر کے کامل علم اور تحقیقات پر تحفظات تھے نے امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کا انکار کر دیا اور کچھ ان سے بھی دو ہاتھ آگے بدنصیب و بدبخت نکلے، جنہوں نے خود مہدی ہونے کا ناٹک رچایا اور اپنے آپ کو امام مہدی باور کرایا اور بہت سارے بھولے بھالے مسلمانوں کا ایمان برباد کرنے میں کامیاب ہوگئے۔

بہرکیف اتنی بات مسلّم، پکی اور یقینی ہے کہ امام مہدیؑ سے متعلق احادیث صحیح وثابت بلکہ متواتر ہیں، جن پر ایمان لانا علماء ربانیین کے نزدیک ضروری اور واجب ہے، اسی وجہ سے ظہور مہدی علیہ الرضوان کا مسئلہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک عقائد ونظریات میں شامل ہے۔

فتنوں کے اس دور میں جبکہ بلائیں بھیس بدل بدل کر اسلام کی حسین وجمیل مضبوط وقوی عمارت کو زمین بوس کرنے کی ناکام جسارت پر تلی بیٹھی ہیں، علماء اہل حق نے ان فتنوں کے مقابلہ کی ٹھان رکھی ہے اور عامۃ المسلمین کو آگاہ کرنے کا مکمل انتظام کر رکھا ہے۔ ہم نے جھوٹے مدعیان مہدویت سے قوم کو بچانے کے لئے ذخیرہ احادیث سے روایات صحیحہ اور متواترہ کو جمع کر کے امت کے سامنے پیش کر دیا تا کہ کسی بھی کذاب کے کذب سے بچنا ہر مسلمان کے لئے آسان وسہل ہو جائے، چنانچہ درج ذیل احادیث ملاحظہ فرمائیں:

حدیث ۱:... ”عن عبداللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا تذھب الدنیا حتی یملک العرب رجل من اھل بیتی یواطی اسمہ اسمی۔“

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی، یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص عرب کا بادشاہ ہو جائے جس کا نام میرے نام کے مطابق محمد ہوگا۔“

حدیث ۲:... ”عن علی رضی اللّٰہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لو لم یبق من الدھر الا یوم لبعث اللّٰہ رجلا من اھل بیتی یملاھا عدلا کما ملئت جوراً۔“

ترجمہ: ”حضرت علی کرم اللہ وجہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی نقل فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر زمانہ سے ایک ہی دن باقی رہ جائے (جب بھی) اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت سے ایک شخص کو بھیجے گا جو زمین کو عدل وانصاف سے معمور کردے گا جس طرح (اس سے قبل) ظلم سے بھری ہوگی۔“

حدیث ۳:... ”عن ابی سعید الخدری رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم المھدی من اجلی الجبھۃ اقنی الانف یملا الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا ویملک سبع سنین۔“

ترجمہ: ”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مہدی مجھ سے ہوگا (یعنی میری نسل سے ہوگا) اس کا چہرہ خوب روشن ونورانی ہوگا اور ناک ستواں وبلند ہوگی، زمین عدل وانصاف سے بھر دے گا، جس طرح پہلے وہ ظلم وجور سے بھری ہوگی اور سات سال تک حکومت کریں گے۔“

۱:... خلیفہ وقت کے انتقال پر نئے خلیفہ کے انتخاب پر آراء مختلف ہوں گی۔

۲:... خلافت کے بارگراں سے بچنے کے لئے امام مہدی مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ چلے جائیں گے۔

۳:... پریشان مسلمان آپ کو پہچان لیں گے۔

۴:... آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔

۵:... شام کے ابدال اور عراق کے متقی لوگ بیعت فرمائیں گے۔

۶:... آپ کے مقابلے کے لئے آنے والے لشکر کو مقام بیداء میں زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

۷:... قریشی النسل ہو کلب پر مشتمل لشکر آپ سے جنگ کرنے آئے گا، آپ فتحیاب ہوں گے۔

۸:... آپ کے والد کا نام عبداللہ ہوگا، آپ کا نام محمد ہوگا، لقب مہدی ہوگا۔

۹:... سلسلہ نسب حضرات حسنین کریمین کی طرف سے حضرت فاطمہ تک پہنچے گا۔

۱۰:... خلافت کے بعد سات سال تک حکومت کریں گے۔

۱۱:... آپ کے زمانہ میں دنیا بھر میں اسلام پھیل جائے گا۔

۱۲:... پوری دنیا عدل وانصاف سے بھر جائے گی، ظلم وناانصافی ختم ہو جائے گی۔

۱۳:... مال ودولت کی فراوانی ہوگی۔

۱۴:... رزق کی بہتات اور کثرت ہوگی۔

۱۵:... کوئی زکوٰۃ وصول کرنے والا نہ ہوگا۔

۱۶:... بھیڑیے اور بکریاں چراگاہوں میں اکٹھے چریں گے۔

۱۷:... بچے سانپوں سے کھیل کود کریں گے۔

۱۸:... سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے قبل آپ کا ظہور ہوگا۔

۱۹:... سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آپ کی اقتداءً میں نماز فجر ادا کریں گے۔

۲۰:... آپ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے مل کر دجال کے خلاف جنگ کریں گے، دجال کا خاتمہ عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے ہوگا۔

یہ تمام وضاحتیں عبرت ہیں ان عقل کے اندھوں کے لئے جنہوں نے اتنی تصریحات اور وضاحتوں سے بیان کئے گئے عقیدے اور نظریہ کا اپنی دماغی کوتاہی، ناقص علمی فہم، خواہشات کی تکمیل اور اغیار کی غلامی کے ایجنڈے کو پورا کرنے کے لئے جناب سیدنا مہدی علیہ الرضوان کا سرے سے ہی انکار کردیا یا امت میں انتشار پھیلانے کے لئے خود مہدی بن بیٹھے۔

قارئین محترم! جہاں تاریخ میں اور کئی جھوٹے مدعی مہدویت گزرے ہیں وہاں اس گمراہان صراط مستقیم میں ایک نام قادیان کی سرزمین پر جنم لینے والے انگریز کے خود کاشتہ پودے، مرزا غلام احمد قادیانی کا ہے، اس نے انگریز کے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے ان گنت الٹے سیدھے دعاوی کئے جن کا علماء امت نے دلائل وبراہین سے رد کیا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی مہدی ہونے کے دعاوی کئے، ملاحظہ فرمائیں:

۱:... ”خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی موعود جس کا انتظار کرتے ہیں وہ تو ہے۔“ (تذکرہ ص:۲۵۷، اتمام الحجۃ ص:۳، روحانی خزائن ج:۸ ص:۲۷۵)

۲:... ”الہامی طور پر مجھ پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ پیشگوئی اور مسیح کے آنے کی پیشگوئی جو مسلمانوں کا امام اور مسلمانوں میں سے ہوگا، دراصل ان دونوں کا مصداق یہی عاجز ہے۔“

(ازالہ اوہام ص:۷۹، خ ص:۱۴۱، ج:۳)

اس حوالہ میں غور فرمائیں مرزا قادیانی اپنے امام مہدی ہونے کا مدعی ہے، مگر مذکورہ بالا مختصر تفصیل کی روشنی میں آپ بخوبی اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی میں مہدی ہونے کی کوئی دور کی بھی علامت نہیں پائی جاتی۔ اللہ تعالیٰ صحیح عقیدہ اور نظریہ اور اہل حق کا دامن تھامنے اور اس سے وابستہ رہنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

☆☆..............☆☆

حرمتِ رسول وتحفظ ختم نبوت کانفرنس

کراچی (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، صاحبزادہ مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی اور مجلس کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے گزشتہ شب مدرسہ زکریا الخیریہ میں مجلس کے زیر اہتمام منعقدہ ”حرمتِ رسول اور تحفظِ ختم نبوت کانفرنس“ سے خطاب کرتے ہوئے گستاخانہ فلم کی پُرزور مذمت کی۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ اور مغربی ممالک کے یہود ونصاریٰ اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت سے خائف ہوکر اسلام، پیغمبر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف گھٹیا اور توہین آمیز رویہ اختیار کررہے ہیں۔ کبھی رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخانہ خاکے بناتے ہیں، کبھی محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین پر مبنی فلم ریلیز کرتے ہیں، کبھی اپنے خبثِ باطن کے اظہار کے لئے قرآن کریم کی بے حرمتی کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانانِ عالم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کو اپنی جانوں سے عزیز رکھتے ہیں۔ ان اوچھے ہتھکنڈوں سے محبت رسول کو ختم نہیں کیا جاسکتا۔ مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ نے کہا کہ امریکی پادریوں اور ان کے ہمنواؤں نے امت مسلمہ کی دل آزاری کرکے انہیں رنج والم میں مبتلا کردیا ہے، جس پر پُرامن احتجاج مسلمانوں کا حق ہے۔ انہوں نے اسلامی ممالک کے عوام سے اپیل کی کہ گستاخ ممالک کی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے۔ صاحبزادہ مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی نے کہا کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارا تعلق عشق ومحبت والا تعلق ہے۔ دنیائے انسانیت کا کوئی رذیل انسان اس تعلق کو ختم نہیں کرسکتا۔ مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ ہم حکومتِ وقت سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی پر رکیک حملے کرنے والے دشمنانِ اسلام کے خلاف اعلیٰ سطح پر احتجاج کریں اور امن وآشتی کے نام نہاد داعی امریکہ سے اپنے سفارتی تعلقات پر نظر ثانی کریں۔ انہوں نے کہا کہ گستاخانہ فلم کے معاملہ میں قادیانیوں نے امریکہ کی حمایت کردی ہے۔ اس طرح قادیانیوں کا اصل چہرہ کھل گیا ہے۔ مولانا نے کہا کہ قادیانی اسلام اور ملک کے غدار ہیں۔ ان کی کفریات پر مبنی ویب سائٹ بند کی جائے اور ان کو آئین پاکستان کا پابند کیا جائے۔ یہ کانفرنس مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی صاحب کی دلسوز دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

قادیانی فتنہ ختم ہو چکا؟

منور راجپوت

مرزا غلام احمد قادیانی نبوت کا دعویٰ کرتے ہی دائرہ اسلام سے خارج ہو چکا تھا، یہی معاملہ اس کے ماننے والوں کا ہے۔ جس شدت کا یہ فتنہ تھا، علماء کرام نے اسی سنجیدگی سے اس کے سدِ باب کے لئے حکمت عملی طے کی، ایک طرف تو عوام کو قادیانی دجل وفریب سے آگاہ کیا جا رہا تھا تو دوسری طرف حکومت سے مطالبہ تھا کہ وہ قادیانیوں کی آئینی حیثیت کا تعین کرے۔ تاریخ سے واقف قارئین جانتے ہیں کہ قادیانیت نے انگریز کی گود میں جنم لیا اور اس کی سرپرستی میں بال و پَر نکالے، جب علماء میدان میں نکلے تو برصغیر پر قابض انگریز قادیانیوں کی ڈھال بن گئے۔ انگریز حکومت نے نہ صرف قادیانیوں کو تحفظ فراہم کیا بلکہ اس کے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کو بھی دبانے کی کوشش کی۔ علماء کے لئے جیلیں، ہتھکڑیاں، زبان بندی، نقل وحرکت پر پابندی معمول بن گئی۔ ظلم وستم کا یہ سلسلہ ہندوستان کی تقسیم تک یوں ہی چلتا رہا۔

قیام پاکستان کے بعد قادیانی اپنی چکر بازیوں کی بدولت کلیدی عہدے ہتھیانے میں کامیاب ہوگئے، حالانکہ یہ لوگ پاکستان کی بجائے بھارت کے حامی تھے اور آج بھی اکھنڈ بھارت (گریٹر انڈیا) کے خواب دیکھتے ہیں، اہم عہدوں پر قابض ہونے کے بعد قادیانیوں نے اپنی روایتی شرارتوں اور سازشوں کا پھر منظم انداز میں آغاز کردیا، مسلمانوں میں اس کا شدید ردعمل ہوا، علماء کرام کی قیادت میں عوام نے قادیانیوں کی آئینی حیثیت کے تعین اور ان کی اسلام و پاکستان کے خلاف سرگرمیوں پر پابندی کا مطالبہ شروع کردیا۔ حکومت قادیانیوں کے پروپیگنڈے کی لپیٹ میں آئی ہوئی تھی، اس نے عوام کے مطالبات پر کان دھرنے کی بجائے گولیوں سے سینے چھلنی کردیئے، ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران دس ہزار سے زائد شمع رسالت کے پروانوں نے جام شہادت نوش کیا۔ حکومت کا خیال تھا اس سرکاری غنڈہ گردی سے ڈر کر لوگ گھروں میں دبک جائیں گے، مگر یہ اندازہ غلط نکلا، تحریک چلتی رہی، ۲۹؍مئی ۱۹۷۴ء کو چناب نگر (ربوہ) اسٹیشن پر قادیانیوں کے مسلمان طلبا پر انسانیت سوز تشدد نے گویا جلتی پر تیل کا کام کیا۔ قادیانیوں کی اس دہشت گردی پر پوری قوم سڑکوں پر آ گئی، کراچی تا خیبر صرف ''تاج وتخت ختم نبوت زندہ باد'' کے نعرے تھے، عوامی موڈ کو دیکھتے ہوئے حکومت نے بھی گھٹنے ٹیک دیئے۔ آخر ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کا مبارک دن آ گیا، پارلیمنٹ نے طویل غور وفکر اور قادیانیوں کا موقف خود ان کے خلیفے سے تفصیلی طور پر سننے کے بعد اس گروہ کو آئینی طور پر بھی غیر مسلم قرار دے دیا، ایک آئینی ترمیم کے ذریعہ قادیانیوں کی حیثیت کا تعین کردیا گیا۔ قادیانیوں نے پارلیمنٹ کے اس فیصلے کو قبول نہیں کیا، آج بھی وہ اس آئین کے تحت ہونے والے انتخابات اور مردم شماری وغیرہ میں حصہ نہیں لیتے۔ بعد ازاں ۱۹۸۴ء میں صدر ضیاء الحق مرحوم نے ایک آرڈی نینس کے ذریعے قادیانیوں پر شعائر اسلام استعمال کرنے پر پابندی عائد کردی تھی۔

آج کا سوال یہ ہے، کیا ۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم اور صدر ضیاء الحق مرحوم کے آرڈی نینس کے بعد قادیانی فتنہ ختم ہو گیا ہے؟ ایک لفظ میں اس کا جواب ہے: نہیں۔ آئینی طور پر غیر مسلم قرار دیئے جانے کے باوجود آج بھی قادیانی خود کو مسلمان کہلواتے ہیں، مسلمانوں جیسے نام رکھتے ہیں، مساجد کی طرز پر اپنی عبادت گاہیں تعمیر کرتے ہیں، تبلیغی سرگرمیاں بھی بڑے دھڑلے سے جاری ہیں۔ اللہ کا شکر ہے علماء کرام صورت حال سے غافل نہیں ہیں، دیگر حضرات کے بارے میں تو زیادہ نہیں جانتا، البتہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین کو کڑی دھوپ میں تھر پارکر کے صحراء میں دیکھا ہے، ان مبلغین کی انتھک محنت کی وجہ سے عوام کی اکثریت فتنہ قادیانیت کی باریکیوں سے آگاہ ہو چکی ہے، غالباً چناب نگر کے بعد سب سے زیادہ قادیانی ہمارے علاقے میر پور خاص ڈویژن میں ہیں۔ کروڑوں روپے بہانے اور دیگر مراعات کا لالچ دینے کے باوجود الحمدللہ! کوئی مسلمان قادیانی بننے کے لئے تیار نہیں، قادیانیت قبول کرنے کے جو اکا دکا واقعات ہوتے ہیں، ان کا تعلق ہندوؤں سے ہوتا ہے۔ بلاشبہ علماء کرام کی یہ بڑی کامیابی ہے البتہ چند محاذ اور بھی ہیں جن پر فوری توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

لگتا ایسا ہے کہ قادیانی پاکستان میں تو اپنے پھیلاؤ سے مایوس ہو چکے ہیں، اسی لئے یہ گروہ اب

دیگر ممالک میں قدم جمانے کی کوشش کر رہا ہے۔ افریقا میں علماء نے قادیانیوں کا بھرپور تعاقب کیا جس کی وجہ سے وہ نامراد بھاگنے پر مجبور ہوگئے، برطانیہ میں بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس سازشی ٹولے کو نکیل ڈالی ہوئی ہے، یہاں سے بھی ناکام ہونے کے بعد قادیانی یورپ اور دیگر ممالک کا رخ کر رہے ہیں، وہاں بھی ان کا پیچھا کرنا ضروری ہے۔ دوسری بات، قادیانی انٹرنیٹ کو بڑے منظم انداز میں اپنے مقاصد کے لئے استعمال کر رہے ہیں، سماجی رابطوں کی ویب سائٹوں پر اسلام کے نام پر صفحات بھی بنائے ہوئے ہیں۔ ایک سروے کے مطابق ایک کروڑ سے زائد افراد تو صرف پاکستان میں انٹرنیٹ استعمال کرتے ہیں، باقی دنیا کا آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں، آج کی دنیا انٹرنیٹ کی دنیا ہے، اس دنیا کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والوں کو بھی انٹرنیٹ کی دنیا میں داخل ہونا چاہئے، ختم نبوت کے عنوان سے کچھ ویب سائٹ موجود ہیں مگر ابھی وہ اس معیار پر نہیں پہنچ سکی ہیں جس کی ان سے توقع کی جاتی ہے، تیسری بات، نوجوان خصوصاً طلبا قادیانیوں کا بڑا ہدف ہیں، ان کے ذہنوں کو موڑنے کے لئے جنسی آزادی اور پیسے کی چمک سمیت طرح طرح کے حربے آزمائے جاتے ہیں۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں پر مذہبی طلبا تنظیموں کی گرفت کمزور پڑنے سے قادیانیوں کا کام آسان ہوگیا ہے۔ قادیانی نوجوان قوم پرست اور سیکولر تنظیموں میں شامل ہوکر ساتھی طلبا کو ورغلانے میں مصروف ہیں۔ ان کا ایجنڈا یہ ہے کہ ''کوئی قادیانی نہیں بنتا تو نہ بنے، اس کے ذہن میں کم از کم یہ ضرور ڈال دیا جائے کہ قادیانی تنازع مولویوں کا آپس کا مسئلہ ہے، جیسے دیوبندی، بریلوی یا غیر مقلدین کے درمیان اختلاف ہے۔'' یہ کوئی ہوائی بات نہیں، آپ خود دیکھتے ہیں ان سیکولر طلبا تنظیموں کے قائدین قادیانیوں کے بارے میں اکثر اس طرح کی رائے کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ طلبا کی یہ برین واشنگ بھی تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں کے پیش نظر رہنی چاہئے۔ نوجوانوں کے حوالے سے ایک اور معاملہ بھی قابل غور ہے، قادیانیت کے حوالے سے بڑی تعداد میں لٹریچر موجود ہے جس سے مدارس کے طلبا بھرپور استفادہ کر رہے ہیں مگر اس لٹریچر کی زبان کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلبا کے لئے اجنبی ہے، خالص علمی زبان اور بھاری اصطلاحات ان کے سروں پر سے گزر جاتی ہیں۔ نوجوانوں کو فتنۂ قادیانیت سے آگاہ کرنے کے لئے آسان اور عام فہم لٹریچر تیار کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

آخری بات، ختم نبوت کے تحفظ کا کام کسی ایک جماعت یا صرف علماء کرام کی ذمہ داری نہیں ہے، ہم ایک سے بڑھ کر ایک مشورہ دیتے رہتے ہیں اور موقع ملے تو تنقید سے بھی گریز نہیں کرتے، مگر تماشائی بننے کی بجائے ہمیں خود بھی میدان میں اتر کر اپنے ذوق صلاحیت اور استطاعت کے مطابق اس کام میں حصہ ڈالنا چاہئے۔ قادیانی اپنے مذموم مقاصد کے لئے متحد ہیں، ہمیں بھی اپنے اعلیٰ مقاصد کے لئے متحد ہونا پڑے گا۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۷/ستمبر ۲۰۱۲ء)

قادیانی جماعت کے موجودہ سربراہ مرزا مسرور کا خطاب جھوٹ کا پلندہ ہے

کراچی (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفی، مولانا قاضی احسان احمد، جمعیت علماء اسلام کراچی کے امیر قاری محمد عثمان نے اپنے مشترکہ بیان میں قادیانی جماعت کے موجودہ سربراہ مرزا مسرور کے خطاب کو جھوٹ کا پلندہ قرار دیتے ہوئے اس کی شدید مذمت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مغربی ممالک میں قادیانی اپنے آپ کو مسلمانوں کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں، حالانکہ پوری اسلامی دنیا اس بات سے آگاہ ہے کہ قادیانیوں اور مرزائیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ اسلام کے متوازی اور الگ مذہب ہے۔ ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان میں انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا ہے۔ بعد ازاں ۲۶/اپریل ۱۹۸۴ء کو امتناع آرڈی نینس کے ذریعہ انہیں اسلامی شعائر کے استعمال سے روک دیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ مرزا مسرور نے قادیانیت کی مردہ لاش میں روح پھونکنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے شوشا چھوڑا ہے کہ بیرونی ممالک میں ''احمدیت'' پھیل رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس فتنہ کی جنم بھومی اور مرکز میں خاک اُڑنے کا مشاہدہ عام آدمی کرسکتا ہے۔ علماء کرام نے کہا کہ مسلمانان عالم قادیانیوں کے لاٹ پادری کے پروپیگنڈے سے ہرگز متاثر نہیں ہوں گے۔ مرزا صاحب جھوٹ کا سہارا لے کر اپنے پیروؤں کو دلاسا دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ الحمدللہ! دنیا بھر میں خصوصاً پاکستان میں قادیانیت سے کنارہ کشی اختیار کر کے اسلام قبول کرنے والوں میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے، جس کی تفصیلات اخبارات و جرائد میں تسلسل سے آتی رہتی ہیں۔

ختم نبوت کانفرنس اسلام آباد

رپورٹ: فیض الرحمٰن معاویہ

7/ستمبر 1974ء کو پاکستان کی منتخب جمہوری حکومت نے جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی ملعون اور اس کے پیروکاروں کو ان کے کفریہ عقائد کی بنیاد پر آئینی اور قانونی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا اس پرمسرت موقع کی مناسبت سے عالم اسلام کی عظیم تاریخی فتح کے عنوان پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے زیراہتمام 7 ستمبر بروز جمعۃ المبارک صبح 10 بجے تا نماز عصر مرکزی جامع مسجد شہیداسلام (لال مسجد) میں ایک تاریخی عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کا اعلان کیا گیا اور اس اعلان کے مطابق یہ کانفرنس منعقد ہوئی۔

اس کانفرنس کی صدارت کے لیے مرکزی دفتر ملتان کے ذریعہ حضرت الامیر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ سے درخواست کی گئی جس کو حضرت الامیر نے قبول فرما کر اہلیان اسلام آباد پر شفقت فرمائی۔ اس کے بعد حضرت مولانا عطاء الرحمٰن صاحب ایم این اے جمعیت علماء اسلام، مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب، ایم این اے حضرت مولانا حامد الحق حقانی سابق ایم این اے سے رابطہ کر کے کانفرنس میں شرکت کی درخواست کی گئی جس پر ان سب حضرات نے شرکت کا وعدہ فرمایا اور اس وعدہ کا ایفا بھی کیا اور شرکت فرمائی۔

اس کانفرنس کی کامیابی کے لیے دو اجلاس منعقد ہوئے ایک اجلاس جامع مسجد الرحمٰن راولپنڈی زیرصدارت شیخ الحدیث حضرت مولانا قاضی مشتاق احمد صاحب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راولپنڈی۔ دوسرا اجلاس جامع مسجد فاروق اعظم G/9-3 اسلام آباد میں زیرصدارت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد منعقد ہوا ان دونوں اجلاسوں میں کثیر تعداد میں علماء کرام نے شرکت فرمائی۔ کانفرنس کی تشہیر، اشتہارات، اسٹیکر اور بینروں کے ذریعہ کی گئی جس کی نگرانی مولانا محمد طیب صاحب کر رہے تھے، جبکہ معاونت بھائی طاہر، مسعود احمد، مفتی محمد طاہر، محمد یاسر قاسمی، بھائی محمد قاسم، بھائی عاصم، حافظ محمد عمر کر رہے تھے۔ کانفرنس کی سیکورٹی کے فرائض جامعہ محمدیہ، جامعہ فریدیہ، جامعہ دارالہدیٰ کے طلباء کرام اپنے اپنے اساتذہ کرام کی نگرانی میں سرانجام دے رہے تھے۔ مولانا زاہد وسیم، مفتی خالد میر نے ٹیکسلا، مری، کہوٹہ، حسن ابدال کا دورہ کیا۔

7/ستمبر صبح 9 بجے مولانا محمد طیب، قاری عبدالوحید قاسمی نے لال مسجد میں اپنی پوری ٹیم کے ساتھ حاضر ہو کر خوش آمدید اور مطالباتی بینر مسجد کے ہال میں اور باہر حفاظتی جنگلہ پر آویزاں کرا دیئے۔ اور لوگ 9 بجے ہی کثیر تعداد میں پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔ لوگوں میں بڑا شوق وجذبہ دیکھنے میں آیا۔ اس لیے کہ اس مسجد میں خصوصاً اسلام آباد میں کافی عرصہ بعد ختم نبوت کانفرنس منعقد ہو رہی تھی۔

پہلی نشست کی صدارت جانشین مخدوم المشائخ خواجہ خواجگانؒ، حضرت مولانا صاحبزادہ خواجہ خلیل احمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ نے فرمائی۔

صبح 11 بجے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے سیکرٹری جنرل قاری عبدالوحید قاسمی کی تلاوت قرآن پاک سے نشست کا آغاز کیا گیا۔ جبکہ نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جامعہ محمدیہ کے طالب علم نے پڑھی۔

خطبہ استقبالیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب نے ارشاد فرمایا اور کہا کہ ہم سب اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کریں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو تحفظ ختم نبوت کے لیے منتخب کیا ہے۔ آنے والے تمام حضرات کا میں اپنی طرف سے اور مجلس کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور پوری کانفرنس میں نظم وضبط کی درخواست بھی کرتا ہوں۔ اس کے بعد جناب سید اعجاز احمد کاظمی نے نعت رسول مقبول پیش کی۔

مولانا ظہور احمد علوی صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ ہم عالمی مجلس ختم نبوت کو اس کانفرنس کے انعقاد پر مبارک باد پیش کرتے ہیں اور انشاء اللہ اس پلیٹ فارم سے توہین رسالت ایکٹ اور 295-C کی تبدیلی کے حوالے سے کسی قسم کی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا۔

مولانا عزیز الرحمٰن ثانی صاحب نے فرمایا کہ ہم نے ہر دور میں تحفظ ختم نبوت اور قادیانیوں کا تعاقب کیا ہے اور ہر محاذ پر ان کو شکست سے دوچار کیا ہے، اور قادیانیت کے مکمل خاتمے تک اس سلسلہ کو جاری رکھیں گے۔ انشاء اللہ!

مہتاب خان، چیف ایڈیٹر روزنامہ اوصاف

نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کا تحفظ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ صحافت کے میدان میں شورش کاشمیری کا کردار ہمارے سامنے ہے ہم بھی روزنامہ اوصاف کے ذریعے سے ہر سازش کو ناکام بنانے میں بھرپور کردار ادا کریں گے۔ مولانا محمد عامر صدیق نائب خطیب لال مسجد نے اپنے خطاب میں کہا کہ تحریک تحفظ ختم نبوت 1974ء اور 1984ء میں حضرت مولانا محمد عبداللہ شہید اور لال مسجد نے اہم کلیدی کردار ادا کیا تھا۔ انشاء اللہ اس سنہری کردار کو جاری و ساری رکھیں گے۔ 7 ستمبر 1974ء کو قادیانیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا یہ ہمارے اکابرین رحمہم اللہ کی عظیم محنت کا نتیجہ تھا۔

اس نشست کے مہمان خصوصی شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے تفصیلی خطاب فرمایا۔

انہوں نے فرمایا کہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ہمارے رگ و ریشہ میں ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس منصب کا تحفظ اعلیٰ ترین نیکی ہے۔ اس نیکی کی عظمت و شان اگر معلوم کرنی ہے تو مراد رسول سیدنا فاروق اعظمؓ سے کہ جنہوں نے اپنی عمر بھر کی ساری نیکیاں سیدنا صدیق اکبرؓ کی گود میں رکھ کر صرف دفاع ناموس رسالت والی نیکی کا تیسرا حصہ طلب کیا تھا۔ شاہین ختم نبوت نے فرمایا کہ 7 ستمبر امت مسلمہ کی عظیم فتح اور مسرت کا دن ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کے تعاقب میں تمام مکاتب فکر نے خوب کردار ادا کیا ہے۔ اور 90 سالہ پرانا مسئلہ حل ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا پلیٹ فارم پوری امت کا خوبصورت گلدستہ ہے ہم نے اکابرین سے یہی سیکھا اور سمجھا ہے کہ اس مسئلہ کو اپنی ذات کے لیے استعمال کرنا کفر ہے۔

حضرت کے بیان کو اہلیان اسلام آباد نے یادگار بیان قرار دیا اور بہت خوش ہوئے۔

خطبہ جمعۃ المبارک سے پہلے حضرت مولانا عبدالعزیز غازی صاحب نے مختصر بیان فرمایا، انہوں نے کہا کہ ہماری مسجد ''شہید اسلام'' اہل حق کے لیے ہمیشہ سے وقف ہے۔ یہ منبر و محراب حضرت والد مولانا عبداللہ شہید صاحب رحمہ اللہ کی امانت ہے۔ حضرت رحمہ اللہ ہمیشہ اکابرین کے معتقد رہتے تھے۔ میں اس کانفرنس کے انعقاد پر خوشی محسوس کر رہا ہوں۔ پھر خطبہ جمعۃ المبارک اور نماز کی امامت کرائی اور بعد میں کانفرنس کے حوالے سے عوام الناس کو کہا کہ اس کانفرنس کے آخر تک جمع رہیں اور غور سے سنیں۔

اس کانفرنس کی دوسری نشست کی صدارت حکیم العصر استاذ المحدثین حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے فرمائی۔ نشست کا آغاز غازی اسلام حضرت مولانا عبدالعزیز کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ جبکہ ہدیہ نعت رسول مقبول، مداح رسول مصعب فاروقی، حافظ عبد الباسط اور عطاء الرحمن عزیز نے پیش کیا۔

جبکہ اس نشست سے تاجر رہنما ختم نبوت ایکشن کمیٹی راولپنڈی شرجیل میر، وفاق المدارس عربیہ کے ڈپٹی سیکرٹری مولانا قاضی عبدالرشید صاحب، حضرت مولانا پیر عزیز الرحمن ہزاروی، مولانا محمود الحسن بالاکوٹی، مولانا شمس الرحمن معاویہ، مولانا شفیق الرحمن، حضرت مولانا صاحبزادہ حامد الحق حقانی سابق ایم این اے، حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب نے بھی خطاب کیا۔ جبکہ مولانا مفتی کفایت اللہ ایم پی اے، کے پی نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ 1974ء کا تاریخی فیصلہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین کی فراست اور امت کو یکجا کرنے کی حکمت کا نتیجہ ہے۔

کانفرنس سے خصوصی خطاب کرتے ہوئے جمعیت علماء اسلام کے رہنما ایم این اے ابن مفتی محمودؒ، حضرت مولانا عطاء الرحمن صاحب نے کہا کہ ہم نے عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور قادیانیت کا تعاقب اور ان کی سرگرمیوں کا سدباب ہمیشہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی پالیسی اور ہدایات کے مطابق دلیل کی بنیاد پر کیا ہے۔ اب بھی ہماری درخواست یہی ہے کہ اس پلیٹ فارم کے ذریعہ سے پوری امت مسلمہ تمام مکاتب فکر یکجان ہو کر تحریک ختم نبوت 1974ء کی یاد تازہ کرتے ہوئے آگے بڑھیں۔ میں نے آج بھی قومی اسمبلی میں اس چیز کو دھرایا کہ 1974ء کا تاریخی

سانحہ ارتحال

کراچی... دفتر ختم نبوت کراچی کے کارکن اور ہمارے ساتھی سید کمال شاہ کے سسر صاحب پچھلے ہفتے طویل علالت کے بعد وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماؤں مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اعجاز مصطفی، مولانا قاضی احسان احمد کے علاوہ محترم منظور احمد میو ایڈووکیٹ، محمد انور رانا، سید انوار الحسن، مفتی محمد زکریا، مفتی حبیب الرحمن لدھیانوی، عبداللطیف طاہر، ملک ریاض الحق، وارث علی، طارق گجر اور دیگر کارکنان ختم نبوت نے سید کمال شاہ سے اظہار تعزیت کی اور مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی۔

☆...... ہمارے ایک مہربان اور دوست جناب فیصل بھائی کی والدہ محترمہ ۷۶ سال کی عمر میں گزشتہ دنوں گلستان جوہر کراچی میں قضائے الٰہی سے انتقال فرماگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم ایک صالحہ خاتون اور صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں انہوں نے تین بیٹے اور بیٹی سمیت دیگر اعزہ واقربا کو سوگوار چھوڑا۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی کامل مغفرت فرمائے اور ان کو جنت الفردوس اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

فیصلہ اور 1984ء کا امتناع قادیانیت ایکٹ کا تقاضا ہے کہ قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں پر حکومت پابندی عائد کر کے آئین کا پابند بنائے۔

حضرت الامیر مدظلہ کا خصوصی بیان ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ میں کوئی خطیب اور مقرر نہیں ہوں۔ میں نے ساری عمر درسگاہ میں گزاری ہے، ختم نبوت سے تعلق 1953ء کی تحریک ختم نبوت سے ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں آپ حضرات کی اس تاریخی دن 7 ستمبر کی خصوصیت کی طرف توجہ دلاؤں گا۔ پہلے لوگ کہتے تھے یہ صرف مولویوں کا مسئلہ ہے۔ یہ لڑتے رہتے ہیں تو اس دن کی یہ خصوصیت ہے کہ اس دن امت مسلمہ نے متفقہ فیصلہ دے دیا، یہ صرف مولویوں کا مسئلہ نہیں بلکہ قومی اسمبلی کا فیصلہ ہے۔

اس کے بعد تمام عدالتوں نے فریقین کا موقف سن کر فیصلہ دیا کہ قادیانیوں کا تعلق مسلمانوں سے نہیں۔ جس طرح یہودی، عیسائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی نہیں، اسی طرح قادیانی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی نہیں۔ پھر رابطہ عالم اسلامی کا بھی فیصلہ یہی آیا۔ اب اس کے بعد ان کے کفر کا انکار قومی اسمبلی کے فیصلے کا انکار ہے۔ ان کے کفر کا انکار عدالتی فیصلے کا انکار۔ ان کے کفر کا انکار قومی اسمبلی اور عدالتوں کی توہین ہے۔

قادیانی کفر کے لیے اب دلائل کی ضرورت نہیں۔ انہوں نے بھی اپنا روٹ تبدیل کیا ہوا ہے۔ ان کے پیش نظر لالچ دنیاوی مفادات ہیں۔ دلائل کی بات وہ نہیں کرتے اب مزید دلائل کی ضرورت نہیں۔ اب اسکا علاج فکر آخرت ہے۔ اگر فکر آخرت نصیب ہو جائے تو آئندہ کوئی ادھر جانے کی کوشش نہیں کرے گا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راولپنڈی، اسلام آباد کی نمائندگی کرتے ہوئے مولانا قاضی مشتاق احمد صاحب نے تمام شرکاء کانفرنس مدعوین حضرات کا شکریہ ادا کیا نیز کہا کہ قادیانی پورے ملک کی طرح راولپنڈی میں بھی سازشوں میں مصروف ہیں۔ خصوصاً مکان نمبر E-69 ہولی فیملی ہسپتال سے متصل ارتدادی مرکز میں اسلام، ملک وملت کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں۔ ہم ان کی کسی بھی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ حکومت اور انتظامیہ ان کا نوٹس لے ورنہ حالات کی ذمہ داری ان پر ہوگی۔ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ سیاسی مسئلہ نہیں بلکہ یہ ہمارے ایمان کی بنیاد ہے۔

کانفرنس کا اعلامیہ قاری عبدالوحید قاسمی نے پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم تمام شہداء ختم نبوت لال مسجد جامعہ حفصہ، ناموس صحابہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ راولپنڈی اسلام آباد میں قادیانیوں کی پر اسرار سرگرمیوں کا فی الفور نوٹس لے۔ خصوصاً چند بیگوال میں 43 کنال پر مشتمل بیت الھدیٰ کے نام سے ارتدادی مرکز کی تعمیر کا سختی سے نوٹس لیا جائے۔ اور اس کی اعلیٰ سطح پر تحقیقات کرائی جائے۔ اس لئے کہ یہ ارتدادی مرکز ہمارے قومی اثاثوں کے پاس ہے۔ جو کہ ایک یہودی جنوری اور اسرائیلی سازش معلوم ہوتی ہے۔ قانون 295-C,B کے خلاف ہم کسی بھی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ اگر اس میں کچھ تحفظات ہیں تو حکومت اسلامی نظریاتی کونسل کی طرف جائے جو ایک آئینی ادارہ ہے۔ کانفرنس میں کثیر تعداد میں علماء کرام مولانا عبدالغفار، مولانا نذیر فاروقی، مولانا تنویر علوی، مولانا خلیل الرحمن چشتی، مفتی عبدالسلام، مفتی وجیہ الدین، علامہ محمد شریف قریشی، مولانا سید الرحمن سرور، مولانا محمد خرم، مولانا عزیز الرحمن، مولانا محمد شریف ہزاروی، مولانا محمد شارق، قاری محمد طیب، مولانا تاج الدین، مولانا یوسف یعقوب، مولانا ممتاز الحق اور دیگر نے شرکت فرمائی۔

کانفرنس کے آخر میں کانفرنس کے اسٹیج سیکرٹری مبلغ ختم نبوت مولانا محمد طیب نے علماء کرام اور تمام شرکاء، خصوصاً حضرت مولانا مفتی ظفر اقبال صاحب مدظلہ کا شکریہ ادا کیا اور اعلان کیا کہ ہم اس کانفرنس کے ذریعہ سے قادیانیوں کو دعوت اسلام دیتے ہیں اور کہا کہ 7 ستمبر جہاں مسلمانوں کی عظیم فتح اور مسرت کا دن ہے وہاں قادیانیوں کو اپنی ذلت کا احساس دلا کر دعوت اسلام کا پیغام دیا ہے۔ نیز انہوں نے اعلان کیا کہ آئندہ ہر سال 7 ستمبر کے حوالہ سے اسلام آباد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام عظیم الشان تاریخی ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوا کرے گی۔ انشاءاللہ!

☆☆..........☆☆

انتقالِ پُر ملال

ختم نبوت کراچی کے سرگرم کارکن، آڈیو ویڈیو ریکارڈنگ کے ماہر نوجوان جناب محمد عدیل صاحب کی ہمشیرہ صاحبہ گزشتہ دنوں نوید بنگلوز گلستان جوہر میں ایک حادثہ میں اچانک انتقال کر گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی نماز جنازہ میں مجلس کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد، بھائی محمد فیصل سمیت سینکڑوں دوست واحباب، عزیز واقارب اور اہل محلہ نے شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی راہنماؤں اور کارکنان ختم نبوت نے بھائی محمد عدیل سے دلی تعزیت کی اور مرحومہ کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کی گئی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور اس کی والدہ محترمہ اور دیگر بہن بھائیوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

توہین رسالت...ایک ناقابل برداشت جرم

پروفیسر شمیم اختر

۱۱ستمبر کو ایک اسرائیلی یہودی (SAM BACILE) نے ''مسلمانوں کی معصومیت'' کے عنوان سے جو فلم تیار کی تھی، اس میں نبی آخرالزماں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سخت نازیبا زبان استعمال کی تھی، جس کا عربی ترجمہ اس کے ساتھی مصری نژاد قبطی عیسائی (MORRIS DADEK) نے کر کے مصر کے ٹیلی ویژن چینلوں کو ارسال کر دیا تو مصر اور لیبیا میں مشتعل عوام نے امریکی سفارت خانوں پر دھاوا بول دیا، قاہرہ میں تو پولیس نے مجمع پر قابو پا لیا لیکن لیبیا کی سیکولر نگران حکومت احتجاجیوں کو روکنے میں کامیاب نہیں ہوسکی، جس کے نتیجے میں لیبیا میں امریکی سفیر کرس اسٹیونز سمیت سفارت خانے کے چار امریکی ہلاک ہوگئے۔ اس وقت لاس اینجلس ٹائمز کو (SAM BACILE) نے کہا کہ وہ فلم کے خلاف ردعمل دیکھنے کے بعد روپوش ہوگیا ہے اور جاتے جاتے یہ کہا: ''اسلام (نعوذ باللہ) کینسر ہے۔'' (ڈان ۱۳، ۱۲ستمبر ۲۰۱۲ء)

امریکا کی خبر رساں ایجنسی APA نے اس واقعہ کی تحقیقات کی تو وہ اس نتیجے پر پہنچی کہ SAM BACILE تو ایک فرضی کردار ہے جبکہ یہ حرکت مصری نژاد قبطی NAKOULA BASSLY NAKOULA کی ہے، جو امریکی ریاست کیلیفورنیا میں FEDERAL BANK میں دھوکا دہی کے جرم میں سزا پا چکا ہے۔ اسے اکیس ماہ کی قید اور سات لاکھ نوے ہزار ڈالر سے زیادہ جرمانہ ادا کرنے کی سزا دی جا چکی ہے۔ (ڈان ۱۴، ۱۳ستمبر ۲۰۱۲ء)

مذکورہ خبر رساں ایجنسی کے مطابق اس فرضی کردار SAMBACILE کا یہ دعویٰ کہ اس نے فلم کی تیاری کے لئے پچاس لاکھ ڈالر کے عطیات حاصل کئے تھے اور اس کی نمائش ہالی وڈ کے خالی آڈیٹوریم میں کی گئی تھی، غلط ہے، کیونکہ یہ فلم امریکا میں کہیں نہیں دکھائی گئی اور اس پر بہت کم لاگت آئی تھی، کیونکہ اس کے بہت سے اداکاروں کو اجرت نہیں دی گئی، بلکہ اس فلم کے اداکاروں نے کہا جو اسکرپٹ ان کو دیا گیا تھا، اس کا کسی مذہب سے تعلق نہیں تھا بلکہ وہ دو ہزار سال قبل کی کوئی کہانی تھی، جس کا کردار کوئی جارج (George) نامی شخص تھا۔ ان کا کہنا ہے کہ فلم کی صدابندی میں کردار کے مکالمے کی بجائے کسی اور کی آواز میں جعلی مکالمات ریکارڈ کئے گئے تھے، جبکہ اس کے حقیقی اداکاروں کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ یہ پیغمبر اسلام سے متعلق ہے۔ امریکا کے قانون نافذ کرنے والے حکام نے اس بات کی تصدیق کر دی ہے کہ اس کے پیچھے NIKOULA کا ہاتھ ہے۔ (ڈان ۱۷، ۱۳ستمبر ۲۰۱۲ء)

بہرحال یہ کسی فرد واحد کا فعل نہیں ہے، کیونکہ فلم سازی میں سرمایہ اور وسائل درکار ہوتے ہیں اور یہ ناممکن ہے کہ امریکی FBI جو امریکا میں بسنے والے پچاس لاکھ مسلمانوں پر کڑی نظر رکھتی ہے، وہ جرائم پیشہ افراد کی سرگرمیوں سے ناواقف ہو۔ اس میں یقیناً امریکی ایجنسیوں کا بالواسطہ یا بلاواسطہ ہاتھ ضرور ہے، جس سے امریکی صدر انکار نہیں کر سکتا۔ میں ٹیری جونز کو اس سازش کا مرکزی کردار اس لئے سمجھتا ہوں کہ امریکی مشترکہ فوجی کمان کے سربراہ جنرل مارٹن ڈیمپسی نے ٹیری جونز کو (جو اس وقت امریکی ریاست فلوریڈا میں تھا) ۱۲ستمبر کو ٹیلی فون پر رابطہ کر کے اس فلم کی سرپرستی سے باز رہنے کو کہا، لیکن اس نے اس ضمن میں ان سے کوئی وعدہ نہیں کیا۔ (ڈان ۱۳، ۱۲ستمبر ۲۰۱۲ء)

ظاہر ہے جنرل ڈیمپسی کو یہ خبر معتبر ذرائع سے موصول ہوئی ہوگی جبھی تو انہوں نے اسے روکنے کی کوشش کی، ورنہ یہ کام FBI کا تھا۔ جنرل ڈیمپسی سمجھدار اور معقول انسان معلوم ہوتے ہیں کیونکہ انہوں نے امریکا کے اعلیٰ فوجی تعلیمی ادارے JOIN FORCES STAFF COLLEGE میں امریکی فوجی افسروں کو پڑھائے جانے والے نصاب پر اعتراض کیا تھا جس میں امریکیوں کو یہ سبق دیا جاتا تھا کہ اسلام امریکا کا دشمن ہے، جسے ختم کرنے کے لئے انہیں مکہ اور مدینہ پر ہیروشیما اور ناگاساکی کی طرح ایٹم بم گرانا چاہئے۔ جنرل ڈیمپسی نے اسے ''امریکی اقدار'' کے منافی قرار دیتے ہوئے نصاب سے خارج کرا دیا تھا۔ (ڈان ۱۱ مئی ۲۰۱۲ء)

مگر بے چارہ جنرل مارٹن ڈیمپسی اکیلا کیا کر سکتا ہے، جب اس کا سپہ سالار اعظم بارک اوباما نے ۱۱ستمبر کی واردات کے بعد ایک سینیٹر کی حیثیت سے یہ بیان دیا تھا کہ اب اگر امریکا پر دوبارہ ۱۱ستمبر کے طرز کا حملہ ہوا تو امریکا کو خانہ کعبہ پر بمباری کرنا چاہئے۔

فروری ۲۰۱۲ء میں مقبوضہ افغانستان میں بگرام کے امریکی اڈے پر افغان فوجیوں کی مخالفت کے باوجود امریکی فوجی کمان نے قرآن کے ۵۰۰ نسخوں کو نذر آتش کر دیا۔ (ڈان ۲۹، ۱۳اگست ۲۰۱۲ء)

یہ ٹیری جونز کے قرآن کو نذر آتش کرنے سے زیادہ سنگین جرم ہے، کیونکہ ٹیری جونز کوئی سرکاری عہدیدار نہیں، جبکہ امریکی فوج کو تو نظم و ضبط کا پابند ہونا

چاہئے، لہٰذا اس تناظر میں صدر اوباما اور اس کی وزیر خارجہ ہلیری کلنٹن کا یہ اعلان کہ امریکا تمام مذاہب کا احترام کرتا ہے اور کسی کو کسی کے مذہب پر حملہ کرنے کی اجازت نہیں دیتا، کھوکھلے دعوے سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔ بگرام کے عقوبت خانے میں امریکی فوجی مسلمان قیدیوں کے سامنے جس طرح قرآن کے نسخوں کو پھاڑ کر (نعوذ باللہ) کموڈ میں بہا دیتے تھے اور جس طرح ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں سب وشتم کے کلمات ادا کرتے تھے، وہ ساری دنیا کو معلوم ہے۔

یہ امریکا کے باقتدار طبقے کی پالیسی ہے اور ٹیری جونز، SAMBACILE جیسے لوگ اس کے آلۂ کار ہیں۔ امریکا ہی پر کیا منحصر یہ صلیبی صیہونی ٹولہ یورپ تک پھیلا ہوا ہے۔ آخر ہالینڈ کے یہودی TheoVANGOGH نے بھی تو پیغمبر اسلام کے خلاف توہین آمیز فلم بنائی تھی، جس کے نتیجے میں وہ ۲۰۰۴ء میں کتے کی موت مارا گیا اور گوالوں کے پچاس لاکھ آبادی والے ملک ڈنمارک کے اخبار نے سرکار دو جہاں کے ہتک آمیز کارٹون بنائے تھے، جنہیں بعد ازاں یورپ کے ایک درجن اخبارات نے دوبارہ شائع کیا اور جب اسلامی ممالک کی تنظیم OIC کے رکن ممالک کے سفرائنے ڈنمارک کے اس وقت کے وزیر اعظم ANDER FOGH RASMUSSEN سے اس ضمن میں ملنے کی درخواست کی تو اس نے ۵۶ ریاستوں کے سفرائسے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا اور جب بعض مسلم ممالک نے ڈنمارک کی برآمدات کے بائیکاٹ کا اعلان کیا تو ۲۷ رکنی یورپی یونین نے ان ریاستوں کے خلاف پابندیاں عائد کرنے کی دھمکی دی۔ یہ صلیبی صیہونی ٹولہ نہیں تو اور کیا ہے؟ جارج بش کے زمانے میں امریکی رکن کانگریس کی موجودگی میں پادری فال ویل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ) دہشت گرد کہا تھا اور یہی لفظ پوپ بینی ڈکٹ نے بھی پیغمبر اسلام کے خلاف استعمال کیا تھا اور اس وقت وہ لبنان میں مارونی عیسائیوں سے خفیہ رابطے میں مصروف ہے اور جب اس پر مسلم دنیا میں ردعمل ہوتا ہے تو ہمیں ''برداشت'' کا حکم دیا جاتا ہے جبکہ شاتم رسول کے سب وشتم کو مغربی معاشرے میں آزادیٔ اظہار خیال سے تعبیر کر کے گویا اسے قانونی جواز فراہم کیا جاتا ہے اوباما کو ۱۱ ستمبر کو لیبیا میں امریکی سفارت خانے پر مشتعل ہجوم کی یلغار اور اس کے ہاتھوں امریکی سفیر کرس اسٹیونز سمیت چار امریکی سفارت کاروں کے قتل پر اتنا طیش آیا کہ اس نے لیبیا اور یمن میں امریکی سفارت خانے کے عملے کے تحفظ کے لئے دو جنگی جہاز روانہ کر دیئے اور اپنے سفیر کے قاتلوں کو پاتال سے ڈھونڈ نکالنے کا عہد کیا۔ (ڈان ۱۵ ستمبر ۲۰۱۲ء)

لیکن اوباما! تم کہاں کہاں اپنا بحری بیڑا بھیجو گے؟ تمہارے مقبوضہ ملک کویت میں پانچ سو کا احتجاجی ہجوم سیاہ پرچم لئے نعرہ زن تھا: ''اوباما! ہم سب اسامہ ہیں۔'' (اسلام ۱۵ ستمبر ۲۰۱۲ء)

یہ اس کا جواب ہے جو اوباما اور لیبیا کی اسمبلی کے صدر محمد مغاریف نے اپنی حکومت کی نااہلی پر پردہ ڈالنے کے لئے امریکی سفیر کے قتل کا الزام القاعدہ پر تھوپ دیا۔ اس کے برعکس مصر کے صدر محمد مرسی نے امریکی سفارت خانے کے تحفظ کا بھرپور انتظام کیا، ساتھ ہی عوام کو انتباہ کیا کہ احتجاج میں جانی و مالی نقصان اور سفارت کاروں اور سفارت خانے کو کوئی گزند پہنچانے کی ہرگز اجازت نہیں دی جائے گی۔ (ڈان ۱۵ ستمبر ۲۰۱۲ء)

لیکن سوڈان میں دس ہزار کا جم غفیر امریکا کے خلاف نعرے لگا رہا تھا اور برطانوی اور جرمن سفارت خانوں پر دھاوا بول دیا۔ جرمن سفارت خانہ نذر آتش کر دیا جبکہ امریکی سفارت خانے پر موجود پولیس نے مجمع پر آنسو گیس چھوڑ کر منتشر کر دیا۔ لبنان کے شہر طرابلس میں ایک ہجوم نے امریکی ریستوران کو آگ لگا دی۔ ادھر امریکا کے مقبوضہ ملک افغانستان کے دارالحکومت کابل میں ایک ہجوم نے اوباما کا پتلا جلا دیا۔

یمن کے شہر صنعا میں ایک مشتعل ہجوم نے دوبارہ امریکی سفارت خانے پر حملہ کیا اور دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہو گیا اور وہاں کھڑی گاڑیوں اور عمارت کے ایک حصے کو نذر آتش کر دیا۔ ڈھاکا میں طلبا نے امریکی پرچم پر جوتے برسانے کے بعد اسے نذر آتش کر دیا۔ ہندوستان کے شہر چنائے (سابق مدراس) میں ایک احتجاجی ہجوم نے امریکی قونصل خانے میں توڑ پھوڑ کی، جس پر پولیس نے ۸۶ افراد کو حراست میں لے لیا۔ حد تو یہ ہے کہ یہ احتجاج اسرائیل میں بھی ہوئے۔ ایک سیل رواں تھا شمع رسالت کے پروانوں کا جو تھمنے کا نام نہیں لیتا تھا۔

یہ آگ پاکستان، کینیا، نائیجیریا، موریطانیہ، مراکش، ملائیشیا، انڈونیشیا تک پھیلتی جا رہی ہے۔ امریکا کی داشتہ اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل بان کی مون، یورپی کمیشن کے سربراہ JOSE MANUEL BARROSG اور اوباما توہین رسالت کے ملزم کے خلاف کارروائی کرنے کی بجائے سارا زور دنیا میں برپا احتجاج اور تشدد کی مذمت پر صرف کر رہے ہیں کہ یہ مہذب دنیا کے قوانین کے منافی ہے۔ اوباما کو اب چہار سو القاعدہ ہی نظر آ رہی ہے۔ یہ کیسی ناانصافی ہے کہ ٹیری جونز اور اس کے جرائم پیشہ ٹولے کے خلاف تعزیری کارروائی اور توہین رسالت کے انسداد کے لئے قانون سازی کی بجائے صلیبی صیہونی ٹولہ دنیا کے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کو ''برداشت'' کا حکم دیتا ہے۔ کیا امریکا نے ہٹلر کو برداشت کیا تھا؟ کیا اوباما القاعدہ کو برداشت کر رہا ہے؟ پھر وہ کس کالے منہ سے ہم سے کہتا ہے کہ پیغمبر اسلام کی شان میں مسلسل کی جانے والی ہرزہ سرائی کو برداشت کر لیں۔ یہ مسلم امہ کی کھینچی ہوئی سرخ لکیر ہے۔ یہاں ہماری قوت برداشت دم توڑ دیتی ہے، اوباما چاہتا ہے کہ:

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
اس کے بدن سے روح محمدؐ نکال دو

(روزنامہ اسلام کراچی، ۱۹ ستمبر ۲۰۱۲ء)

گستاخانِ رسول کا عبرتناک انجام

محمد عبداللہ العرفانی

سلطان نورالدین زنگیؒ ایک عبادت گزار، شب بیدار بادشاہ تھا، ایک عظیم الشان سلطنت کا فرمانروا ہونے کے باوجود ایسا مرد درویش تھا جس کی راتیں مصلی پر گزرتی تھیں اور دن میدان جہاد میں، مصر کے اس مجاہد، دیندار بادشاہ کی حکومت حرمین شریفین تک تھی اور یہ سارا علاقہ اس کے زیر نگیں تھا۔ وہ عظمت و کردار کا ایک عظیم پیکر تھا، جس نے اپنی نوک شمشیر سے تاریخ اسلام کا ایک روشن باب لکھا۔ سلطان نورالدین زنگی رات کا بیشتر حصہ عبادت و مناجات میں گزارتا تھا۔ اس کا معمول تھا کہ نماز عشاء کے بعد بکثرت نوافل پڑھتا اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سینکڑوں مرتبہ درود شریف بھیج کر تھوڑی دیر کے لئے بستر پر لیٹ جاتا تھا، چند ساعتوں کے بعد پھر نماز تہجد کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا تھا اور صبح تک نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ عبادت میں مشغول رہتا۔

خواب میں زیارت رسول ﷺ:

۵۵۷ھ/۱۱۶۲ء کی ایک شب وہ اوراد و وظائف سے فارغ ہوکر بستر پر لیٹا تو خواب میں تین بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ سلطان نے متواتر تین رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، ہر مرتبہ دو آدمیوں (انسانی شیطانوں) کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نورالدین! یہ دو آدمی مجھے ستا رہے ہیں، ان کے شر کا استحصال کرو۔'' نورالدین یہ خواب دیکھ کر سخت مضطرب ہوا، بار بار استغفار پڑھتا اور رو رو کر کہتا: ''میرے آقا و مولا کو میرے جیتے جی کوئی ستائے یہ نہیں ہوسکتا۔ میری جان، مال، آل واولاد سب آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم پر نثار ہے۔ خدا اس دن کے لئے نورالدین کو زندہ نہ رکھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غلام کو یاد فرمائیں اور وہ دمشق میں آرام سے بیٹھا رہے۔''

ایک عشق مصطفیٰ ہے اگر ہو سکے نصیب
ورنہ دھرا ہی کیا ہے جہانِ خراب میں
فاتح کون ومکاں ہے جذبۂ عشق رسول
کچھ نہیں ہوتا یہاں بے گرمئ سوز بلال

سلطان کی بے چینی:

نورالدین زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ارشاد رسول کے بعد بے چین ہوگیا اور اسے یقین ہوگیا کہ مدینہ طیبہ میں ضرور کوئی ایسا ناشدنی واقعہ ہوا ہے جس سے رحمت دارین صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اقدس کو تکلیف پہنچی ہے۔ خواب سے بیدار ہوتے ہی اس نے بیس اعیان حکومت کو ساتھ لیا اور بہت سا خزانہ گھوڑوں پر لے کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوگیا، دمشق کے لوگ سلطان کے یکا یک عازم سفر ہونے سے بہت حیران ہوئے، لیکن کسی کو معلوم نہ تھا کہ اصل بات کیا ہے؟

اہل مدینہ کی دعوت:

دمشق سے مدینہ منورہ پہنچنے میں عام طور پر بیس پچیس دن لگتے تھے لیکن سلطان نے یہ فاصلہ نہایت تیز رفتاری کے ساتھ طے کیا اور سولھویں دن ہی مدینہ طیبہ جا پہنچا۔ اہل مدینہ اس کی اچانک آمد پر حیران رہ گئے۔ سلطان نے آتے ہی شہر میں آنے جانے کے دروازے بند کرا دیے، پھر منادی کرادی کہ آج تمام اہل مدینہ اس کے ساتھ کھانا کھائیں، تمام اہل مدینہ نے نہایت خوش دلی سے سلطان کی دعوت قبول کی، اس طرح مدینہ منورہ کے تمام لوگ سلطان کی نظر سے گزر گئے، لیکن ان میں وہ دو آدمی نہ تھے جن کی شکلیں اسے سچے خواب کے ذریعے دکھائی گئی تھیں۔

بزرگ صورت شیطان:

سلطان نے اکابر شہر سے پوچھا کہ کوئی ایسا شخص تو باقی نہیں رہا جو کسی وجہ سے دعوت میں شریک نہ ہوسکا ہو؟ انہوں نے کہا کہ کوئی ایسا تو نہ رہا، البتہ دو خدا رسیدہ مغربی زائر جو مدت سے یہاں مقیم ہیں، نہیں آئے۔ یہ دونوں بزرگ عبادت میں مشغول رہتے ہیں، اگر کچھ وقت بچتا ہے تو جنت البقیع میں لوگوں کو پانی پلاتے ہیں، سوائے اس کے کسی سے ملتے ملاتے نہیں۔

سلطان کا خون کھول گیا:

سلطان نے حکم دیا ان دونوں کو بھی یہاں لاؤ، جب وہ دونوں سلطان کے سامنے حاضر کئے گئے تو اس نے ایک نظر ہی میں پہچان لیا کہ یہی وہ دو (شیطان صفت) آدمی ہیں جو اسے خواب میں دکھائے گئے تھے، انہیں دیکھ کر سلطان کا خون کھول اٹھا، لیکن تحقیق حال ضروری تھا، کیونکہ ان (مکاروں)

کا لباس زاہدانہ اور شکل وصورت مومنوں کی سی تھی۔ سلطان نے پوچھا تم دونوں کہاں رہتے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ روضۂ اقدس کے پاس ایک مکان کرایہ پر لے رکھا ہے اور اسی میں ہر وقت ذکر الٰہی اور عبادت خداوندی میں مشغول رہتے ہیں۔

خوفناک انکشاف:

سلطان نے وہیں ان دونوں کو اپنے آدمیوں کی نگرانی میں چھوڑا اور خود اکابر شہر کے ہمراہ اس مکان میں جا پہنچا، وہ ایک چھوٹا سا مکان تھا، جس میں نہایت مختصر سامان مکینوں کی زاہدانہ زندگی کی خبر دے رہا تھا، اہل شہر (دھوکے سے) ان دونوں کی تعریف میں رطب اللسان تھے اور بظاہر کوئی چیز قابل اعتراض نظر نہیں آتی تھی، لیکن سلطان کا دل مطمئن نہ تھا اس نے مکان کا فرش ٹھونک بجا کر دیکھنا شروع کیا، یکا یک سلطان کو ایک چٹائی کے نیچے فرش ہلتا ہوا محسوس ہوا، چٹائی ہٹا کر دیکھا تو وہ ایک چوڑی سل تھی، اسے سرکایا گیا تو ایک خوفناک انکشاف ہوا، یہ ایک سرنگ تھی جو روضۂ اقدس کی طرف جاتی تھی، سلطان سارا معاملہ آنا فانا سمجھ گیا اور بے اختیار منہ سے نکلا: صدق اللہ وصدق رسولہ النبی الکریم۔

بھیڑنما بھیڑیئے:

سادہ مزاج اہل مدینہ بھی ان بھیڑنما بھیڑیوں کی یہ حرکت دیکھ کر ششدر رہ گئے، سلطان اب قہر و جلال کی مجسم تصویر بن گیا اور اس نے دونوں ملعونوں کو پابہ زنجیر کر کے اپنے سامنے لانے کا حکم دیا، جب وہ سلطان کے سامنے پیش ہوئے تو اس نے ان سے نہایت غضبناک لہجے میں مخاطب ہو کر پوچھا: سچ سچ بتاؤ تم کون ہو اور اس ناپاک حرکت سے تمہارا کیا مقصد ہے؟ دونوں ملعونوں نے نہایت بے شرمی اور ڈھٹائی سے جواب دیا: اے بادشاہ! ہم نصرانی ہیں (بعض روایتوں میں یہ ہے کہ یہ دونوں یہودی تھے) اور اپنی قوم کی طرف سے تمہارے پیغمبر کی لاش چرانے پر مامور ہوئے ہیں، ہمارے نزدیک اس سے بڑھ کر اور کوئی کار ثواب نہیں ہے، لیکن افسوس کہ عین اس وقت جب ہمارا کام بہت تھوڑا باقی رہ گیا تھا تم نے ہمیں گرفتار کرلیا۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ سرنگ حضرت عمر فاروقؓ کے جسد مبارک تک پہنچ چکی تھی، یہاں تک کہ ان کا ایک پاؤں ننگا ہو گیا تھا۔

گستاخان رسول کا انجام:

سلطان کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا، اس نے تلوار کھینچ کر ان دونوں بدبختوں کی گردنیں اڑا دیں اور ان کی لاشیں بھڑکتی ہوئی آگ کے الاؤ میں ڈلوا دیں، یہ کام انجام دے کر سلطان پر رقت طاری ہوگئی اور شدت گریہ سے اس کی گھگی بندھ گئی۔ وہ مدینہ منورہ کی گلیوں میں روتا ہوا گھومتا تھا اور کہتا تھا: زہے نصیب کہ اس خدمت کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غلام کا انتخاب فرمایا:

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمیں کنی
منت شناس ازو کہ بخدمت گذاشت
یختص برحمۃ من یشاء واللہ
ذوالفضل العظیم

جب ذرا قرار آیا تو سلطان نے حکم دیا کہ روضۂ نبوی کے گرد گہری خندق کھدوا کر اسے سیسہ سے بھر دیا جائے، چنانچہ اتنی گہری خندق کھودی گئی کہ زمین سے پانی نکل آیا، اس کے بعد اس میں سیسہ بھر دیا گیا تا کہ زمانے کی دست برد سے ہر طرح محفوظ رہے، آج بھی اہل مدینہ سلطان نورالدینؒ کا نام نہایت محبت واحترام سے لیتے ہیں اور اس کا شمار ان نفوس قدسی میں کرتے ہیں جن پر سیدالبشر صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اعتماد کا اظہار فرمایا اور ان کے محب رسول ہونے کی تصدیق فرمائی:

"یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا"

عقیدۂ ختم نبوت سے انکار کفر ہے: مولانا اللہ وسایا مدظلہ

چارسدہ (مانیٹرنگ ڈیسک + خبر ایجنسیاں) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے کہا ہے کہ پاکستان میں مظلوم کو ظالم اور ظالم کو مظلوم پیش کیا جا رہا ہے۔ دین اسلام اور مسلمانوں پر ہر طرف سے حملے جاری ہیں۔ ختم نبوت اور ناموس رسالت پر عقیدہ اور ایمان دین اسلام کا بنیادی جزو ہے۔ وہ مرکزی جامع مسجد تحصیل بازار میں ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور صحابہ کرامؓ کی زندگی رہتی دنیا تک مسلمانوں کے لئے مشعل راہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کا عقیدہ دین اسلام کا بنیادی جزو ہے جبکہ اس سے انکار کرنے والے اسلام سے خارج ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مرزائی اور قادیانی اس عقیدے کے پیروکار ہیں، اس لئے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ انہوں نے واضح کیا کہ عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے جانوں کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ اس موقع پر سابق ایم این اے مولانا سید گوہر شاہ، مولانا غلام محمد صادق، مفتی عبداللہ شاہ اور ضلع بھر کے جید علماء کرام بھی موجود تھے۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۱۰ ستمبر ۲۰۱۲ء)

موبائل فون کا غلط استعمال

عارف رمضان جتوئی

موبائل فون کو دور حاضر کی اہم ترین ٹیکنالوجی کا شرف حاصل ہے جو کہ چند ہی دہائیوں میں انسانی زندگی پر یوں راج کرنے لگی ہے کہ ہر چھوٹے سے بڑے تک، خواتین سے لے کر مرد حضرات تک اس کے بغیر خود کو ادھورا محسوس کرتے ہیں، ہر برنس مین سے لے کر مزدور تک سب کے پاس مختلف قیمتوں رنگوں اور کمپنیوں کے فرق کے ساتھ موبائل فون موجود ہے۔ ایک برنس میں رپورٹ کے مطابق پاکستان میں ٹیلی ڈینسٹی کی شرح ۶۸ فیصد سے تجاوز کر گئی ہے۔ پاکستان ٹیلی کام اتھارٹی کے اعداد و شمار کے مطابق ملک میں موبائل فون کنکشنز کی تعداد مارچ ۲۰۱۲ء کے اختتام تک گیارہ کروڑ ۸۳ لاکھ ۱۶ ہزار تک پہنچ گئی ہے۔ اس طرح ملک میں ہر ۱۰۰ افراد میں سے ۶۸ افراد کے پاس موبائل کی موجودگی ثابت ہوتی ہے۔ یہاں پر پی ٹی اے کے اعداد و شمار اپنی جگہ لیکن ایک سے زائد سموں کے استعمال کا رجحان بھی تیزی سے زور پکڑ رہا ہے۔

غیر معروف برانڈز کے بعد اب ملٹی نیشنل برانڈز بھی ایک سے زائد سموں کی سہولت والے موبائل فون متعارف کرا رہی ہیں۔ جس سے ٹیلی ڈینسٹی کے حقیقی اعداد و شمار کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ یہ اعداد و شمار جولائی تا مارچ ۸۶ لاکھ ۲۰ ہزار نئی سمیں ایکٹویٹ کی گئیں۔ ماہانہ بنیادوں پر ۹.۵ لاکھ نئی سمیں ایکٹویٹ کی جا رہی ہیں۔ انڈسٹری ذرائع کے مطابق مختلف موبائل کمپنیوں کی جانب سے متعارف کرائے جانے والے پیکج اور بنڈل آفرز کے سبب صارفین ایک سے زائد کمپنیوں کی سہولتوں سے فائدہ اٹھانے کے لئے متعدد سمیں رکھنے کو ترجیح دے رہے ہیں۔ یہ رجحان خاص طور پر نوجوانوں میں بہت مقبول ہے۔ موبائل فون کمپنیاں اب بڑے شہروں کے ساتھ ساتھ چھوٹے شہروں میں بھی فروخت کے لئے سرگرداں ہیں اور اس حوالے سے نئی سرمایہ کاری بھی چھوٹے شہروں میں ہی کی جا رہی ہے۔ یہ تو وہ پوری رپورٹ تھی جو کہ پاکستان میں تیزی سے بڑھتے موبائل فونز کے حوالے سے دی گئی تھی۔ اس رپورٹ کے مطابق ہمارے معاشرے میں جس قدر موبائل فون کا کثرت سے استعمال کیا جا رہا ہے، موبائل فون ایک طرف وقت کی اہم ضرورت تو دوسری جانب اس کے معاشرے میں مضر اثرات سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

مندرجہ ذیل چند نقصان بیان کئے جا رہے ہیں۔

ا:...موبائل صارفین کو معاشی نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے، چند ایک صارفین کے علاوہ کثیر تعداد ایسے صارفین کی ہے کہ جو اپنے موبائل بیلنس کو فضول کاموں میں ضائع کر دیتے ہیں، میری اس بات سے شاید بہت سارے لوگوں کو اعتراض ہو مگر ایک سوال ہے کہ جس کو سوچ کر ہر شخص خود کو جواب دے کہ اگر وہ اپنے نیٹ ورک پر سو روپے کا ایزی لوڈ کرواتا ہے تو اس لوڈ کے ختم ہونے کے بعد وہ خود بتائے کہ اس نے اس بیلنس سے کتنی ایسی کالیں کیں جو کہ اس کی ضرورت تھیں؟ مگر باقی تمام کالیں اس کی ضرورت نہیں تھیں تو یہاں پر تناسب فضول کالوں کا ہی زیادہ ہوگا، گویا اس موبائل فون سے پہلے اس کے بجٹ میں موبائل خرچ نہیں تھا مگر اب موبائل بیلنس بڑھ گیا ہے، جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ موبائل فون سے معاشی نقصان ہو رہا ہے، جبکہ موبائل فون کا استعمال ضرورت سے زیادہ فیشن کے طور پر کیا جا رہا ہے اور فیشن کے معاملے پر کوئی بھی سمجھوتا کرنے کو تیار نہیں ہوتا، یہی وجہ ہے کہ ہر شخص کے پاس دوسرے سے کہیں اچھا اور مہنگا ترین موبائل دکھائی دیتا ہے اور یہ بھی معاشی نقصان میں شامل ہے۔

۲:...موبائل کے استعمال سے جسمانی بیماریوں میں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے، اس حوالے سے ماہرین طب بھی گاہے بگاہے مختلف مفید مشورے دیتے اور خطرات سے آگاہ کرتے آ رہے ہیں، مگر ان کی بات پر بھلا کون کان دھرتا ہے؟ یہاں پر تو ایک ہی اصول مرتب کر دیا گیا ہے کہ: ''چلو تم اُدھر کو ہوا ہو جدھر کو'' اگر ڈاکٹرز کے مشوروں پر عمل کیا جائے تو موبائل فونز کے بے جا استعمال کی وجہ سے ذہنی دباؤ، پریشانی، دل کی بیماریوں اور سر درد سمیت کئی دوسری پوشیدہ بیماریاں سر نہ اٹھائیں، جبکہ مختلف فری کالز اور فری ایس ایم ایس بنڈلز آفرز سے ساری ساری راتوں کو لگے رہنے والے قوم کے معمار صبح وقت پر نہیں اٹھ سکتے، اسی طرح ان کی نیند پوری نہ ہونے کی صورت میں اور صبح لیٹ اٹھنے کی وجہ سے بھی صحت پر بہت برا اثر پڑتا ہے، دوسری جانب ناشتہ نہ کرنے کی

وجہ سے ماہرین طب کافی پریشان نظر آتے ہیں۔

۳:... موبائل فون سے تعلیم پر گہرا اثر پڑتا ہے، موبائل کمپنیوں کی طرف سے صارفین کے لئے نت نئے اور دلکش پیکجز کو دیکھ کر تو نہ چاہنے والا بھی موبائل فون کو استعمال کرنے کے لئے تیار ہوجاتا ہے اور یہی ان موبائل کمپنیوں کی چال ہوتی ہے کہ جس سے ان کے نیٹ ورک اور موبائل زیادہ سے زیادہ صارفین استعمال کریں، مگر ان پیکجز سے ہماری نوجوان نسل پر بہت بُرے اثرات مرتب ہورہے ہیں، پھر ان نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی کثیر تعداد شعبۂ تعلیم سے منسلک ہے، تعلیم کے لحاظ سے ان کے لئے موبائل کے استعمال سے پرہیز کرنا انتہائی ضروری ہوجاتا ہے۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ تعلیمی اداروں میں جہاں پر موبائل کے استعمال پر کوئی روک ٹوک یا پابندی نہیں ہے، وہاں پر طلباء و طالبات دوران لیکچر موبائل پر ایس ایم ایس یا گیم سے مستفید ہورہے ہوتے ہیں اور جس تعلیمی ادارے میں موبائل فون لے کر آنے میں پابندی ہو، وہاں پر طلباء وطالبات پڑھائی کی بجائے موبائل کو چھپا کر ایس ایم ایس یا گیم وغیرہ پر اپنا وقت ضائع کرتے رہتے ہیں۔

۴:... موبائل فون سے فحاشی اور عریانی میں غیر معمولی حد تک اضافہ ہوا ہے، آج کل مختلف ملٹی نیشنل اور غیر ملٹی نیشنل کمپنیوں کی طرف سے نئے نئے سیل فونز کا تعارف کرایا جارہا ہے، جن میں ایک سے زائد سموں کے ساتھ ساتھ کیمرے، ایم پی تھری اور فور، انٹرنیٹ سمیت کئی دوسری ایسی چیزیں شامل ہوتی ہیں کہ جن کا موبائل سے دُور دُور تک کا بھی واسطہ نہیں ہے، مگر ہمارا نوجوان طبقہ اس ضرورت کی چیز کو غیر ضرورت کے طور پر استعمال کررہا ہے۔ مثال کے طور پر ایسے موبائل کہ جن میں کیمرے اور آڈیو، ویڈیو اور انٹرنیٹ کی سہولت موجود ہے، اس سے غیر اخلاقی ویڈیوز اور کالز ریکارڈنگ کرکے مطلوبہ فرد کو بلیک میل کرتے اور اس سے اپنے ناجائز مطالبات منواتے ہیں، اس کے علاوہ واہیات اور فحش قسم کی تصویریں اور ویڈیو کلپس سے بھی معاشرے میں بہت بُرے اثرات مرتب ہورہے ہیں۔

۵:... موبائل فون کی فراوانی سے کرائم میں اضافہ ہوا ہے، جس میں خاص طور پر اغوا برائے تاوان، رہزنی کی وارداتیں جبکہ خود موبائل چھیننے کے واقعات اس قدر بڑھ چکے ہیں کہ جن کی تعداد گننے میں نہیں آتی، اگرچہ اس پر قانون نافذ کرنے والے اداروں نے کافی حد تک کام شروع کردیا ہے اور ایسے افراد کا گھیراؤ بھی کیا ہے، دوسری جانب اس پر ذرائع ابلاغ کے کچھ ادارے بھی اس کام میں عوام الناس کی راہنمائی کرتے رہتے ہیں، مگر کرائم و جرائم اور خودکشیوں کی بڑھتی وارداتوں میں موبائل کے غلط استعمال کو روکنے کے لئے اس سے کہیں زیادہ سیکورٹی اداروں اور ٹیلی کمیونی کیشن کے اداروں کو اس میں اپنا اہم کردار ادا کرنا ہوگا۔

موبائل فونز کے حوالے سے اور بھی بہت سی خرابیاں ہیں کہ جس کو شمار کرنا ابھی باقی ہے، مگر یہاں پر ان پانچ قسم کے نقصانات کا تذکرہ ہے جو کہ ہم معاشرے میں دیکھ اور جھیل رہے ہیں۔ ان نقصانات سے بچنے کے لئے کچھ ایسی تدبیریں اور کچھ ایسے کام کرنے کی ضرورت ہے کہ جن کی وجہ سے ہم اپنی ضرورت کی اس اہم ایجاد کو استعمال تو کریں مگر اس کے معاشرے پر پڑنے والے بُرے اثرات سے بھی بچا جاسکے، اس کام میں والدین کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو موبائل فون دینے سے پہلے اس بات کا ضرور خیال رکھیں کہ آیا ان کے بچوں کو واقعی میں موبائل فون کی ضرورت ہے، جن کو موبائل فون دیا گیا ہے وہ کس سے بات کررہا ہے؟ کیا بات کررہا ہے؟ اور آیا اس کے موبائل فون پر کوئی اس کو پریشان تو نہیں کررہا؟ بعض اوقات ایسی کالز بھی موصول ہوتی ہیں جن کی وجہ سے وہ کم عمر یا حساس طبیعت رکھنے والا آپ کا عزیز ذہنی دباؤ کا شکار ہوجاتا ہے کسی بھی وجہ سے وہ اپنی پریشانی کو کسی سے بھی شیئر نہیں کرتا اور پھر وقت کے ساتھ ساتھ وہ سانحہ رونما ہوجاتا ہے کہ جس کا کسی کو اندازہ تک نہیں ہوتا، تو اس بات کی ذمہ داری گھر کے بڑے افراد یا ذمہ داران پر پڑتی ہے کہ وہ موبائل فون پر ہونے والی تمام گفتگو کو اپنے علم میں رکھیں، اس کے علاوہ وہ تمام نوجوان بھی اس بات کا خیال رکھیں کہ وہ اپنے وقت کو موبائل کی فضول کالوں اور غیر اخلاقی حرکات سے ضائع نہ کریں، بلکہ اپنی مکمل توجہ اپنی تعلیم یا ادارے کے امور پر مرکوز رکھیں تاکہ پاکستان کے روشن مستقبل کی امیدیں پوری ہوسکیں اور پاکستانی نوجوان نسل اپنے اسلاف کو نہ بھولے۔

☆☆......☆☆

اظہار تعزیت

ژوب... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ژوب کے امیر حاجی شیخ غلام حیدر، جنرل سیکریٹری حاجی محمد اکبر اور خازن حافظ شمس العارفین اور ساتھی عبدالعزیز نے ژوب جماعت کے دیرینہ معاون جناب خدائے رحم کی وفات پر تعزیت کا اظہار کیا۔ مرحوم ختم نبوت کے نہایت سرگرم اور مخلص کارکن تھے۔ جماعت کے ساتھیوں کے ساتھ بہت محبت سے پیش آتے تھے۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں انہوں نے بھرپور کردار ادا کیا۔ دعا ہے کہ اللہ پاک مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

اسلام زندہ باد

فرما گئے یہ ہادی لانبی بعدی

تاجدارِ ختمِ نبوت زندہ باد

31 ویں دو روزہ سالانہ عظیم الشان

ختمِ نبوت کانفرنس

بمقام مسلم کالونی چناب نگر

بتاریخ 4 جمعرات 5 جمعۃ المبارک اکتوبر 2012

حضرت اقدس مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم
شیخ الحدیث
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم
استاذ المحدثین
نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب مدظلہ
نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب دامت برکاتہم
یادگار اسلاف
ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

عنوانات

توحید باری تعالیٰ جل شانہ

سیرت خاتم الانبیاء

مسئلہ ختم نبوت

حیات عیسیٰ علیہ السلام

عظمت صحابہ و اہل بیت رضی اللہ عنہم

اتحادِ امت

اور ظہور مہدی جیسے اہم موضوعات پر علماء، مشائخ، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔ اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ

ملتان: 061-4783486
چناب نگر: 047-6212611